هو العلی العظیم

سنه ۱۳۰۶

[illegible]

هجری نبوی

یہ رسالہ آیاتِ بینات کا نہایت مختصر جواب ہے جسکو مولوی سید مہدی علیخان صاحب بہادر نے فتحجار ارقم کیا تھا۔ اور عند الملاقات مضامین مندرجہ کتاب مذکور سے نفرت ظاہر فرما کر کچھ اور ہی عقیدہ ظاہر فرمایا چنانچہ موقع ملاقات پر بسبیل تذکرہ اسکا ذکر کیا گیا ہے

بمطبع یوسفی
دہلی طبع شد

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

الحمد للہ کہ یہ کتاب حقیقت مآب بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ بجواب رسالہ آیات بینات المسمّٰی

آیات محکمات

سنہ ۱۳۰۶ ہجری نبوی

من تصنیفات جناب مولوی سید الطاف حسین صاحب مرحوم و مغفور [illegible] کالج

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین طبع شد

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۙ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ؕ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

واضح ہو کہ دریتولا مولوی سید مہدی علی خانصاحب بہادر تحصیلدار میرزاپور نے ایک کتاب آیاتِ بینات اردو عبارت میں پرانے مضامین کو نئے کرکے لکھی اگرچہ عربی عبارت میں کتاب ابطال الباطل فضل بن روزبہان کی بجواب علامہ حلی موجود ہے جسکا جواب قاضی نور اللہ شوستری نے دیا۔ مگر جناب مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے فارسی عبارت میں اِن بحث کو پھر لکھا۔ اور خواجہ نصر اللہ کابلی کی کتاب صواقع کا سرقہ کرکے تحفہ

اثنا عشریہ اُسکا نام رکھا۔ اُسکا جواب اُنہیں کے روبرو معرفت حکیم
شریف خانصاحب کے میرزا محمد صاحب دہلوی نے بھیجا۔ غرض جب
یہ تحریر دیکھی اور شیعیانِ لکھنؤ نے سُنیں۔ تو شاہ صاحب نے ایک
رسالہ فارسیہ مسمّٰی بوسیلۃ النجات لکھا جو دہلی میں چھپ چکا ہے یہ
رسالہ فضل بن روزبہان کی کتاب ابطال الباطل سے لیا گیا ہے
جسکا جواب احقاق الحق ہو چکا۔ یہی رسالہ اور نیز تحفہ اثنا عشریہ کے
مضامین تحصیلدار صاحب بہادر نے ذرا چکنی چپڑی تقریر کے ساتھ
اُردو میں ترجمہ کئے۔ چنانچہ بعض منصف سُنی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ
کچھ نیا مضمون نہیں۔ اس صورت میں گویا یہ کتاب پہلی ہی سے
مردود ہے اور جواب اُسکا بعبارت عربی و فارسی موجود ہے کوئی
نئی بات نہیں جو حاجت جواب کی ہو۔ لیکن چونکہ اُردو میں یہ بحث کم ہے۔
اور نیز تحصیلدار صاحب بہادر نے عبارت آرائی اور تقریر کی صفائی کو
کام فرمایا ہے سو اسطے اسکے جواب میں عرض کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ
صاحب کتاب باینہمہ ادعوئے ہدایت و ادعائے انصاف جابجا طعن و
تشنیع عمل میں لائے ہیں لیکن بندہ درگذر کرتا ہے عربی فارسی میں تو مولوی

حیدر علی صاحب منتہی الکلام پر مناظرہ کی شرکی تمام ہوئی۔ اب دیکھئے
اردو میں وہی مضامین بوسیدہ کیسی آب و تاب سے بیان ہوتے ہیں۔
اور کیا فائدہ بخشتے ہیں۔ تحصیلدار صاحب گو فرماتے ہیں کہ شیعہ سے سنی
ہوئے لیکن ضرور وہ پہلے فقط نام کے یا آبائی شیعہ ہونگے۔ مذہباً
شروع ہی سے سنی ہونگے کیونکہ جابجا تعصب ٹپکتا ہے ایسی تعصب و
طنز آمیز تقریروں سے کچھ فائدہ نہیں اور نہ کبھی ہوا۔ بات ور بروز بر ھتی
جاتی ہے۔ شیعہ آپ سے ہارتے نہیں۔ شاہ صاحب نے کیا کیا جو سید صاحب
کرینگے۔ اُستاداں چہ کردند کہ شاگرداں خواہند کرد۔ خیر وہ جانیں۔
اگرچہ کتاب لائق ہی کے ہے کہ کوئی متعصب صاحب شیعہ لکھنو اسکا جواب لکھیں
لیکن چونکہ بندہ بھی پہلے آبائی شیعہ تھا پھر ابتدائی تکلیف شرعی سے
عرفی سنی رہا بعد ازاں کچھ فارسی عربی پڑھکر بحسب استعداد تحقیق کر کے
مذہب شیعہ اختیار کیا اور غیر سید کہلاتا ہوں سو اسلئے تحصیلدار صاحب
سے ایک طرح کی الفت قومی و ملتی داعی تحریر ہوئی۔ خدا مجکو اور انکو
راہِ نجات دکھلائے۔ اور توفیقِ نیک کرامت فرمائے۔ اور خاتمہ بخیر کرے۔
یہ تقریریں تو چلی ہی جاتی ہیں مگر دل یہ چاہتا تھا کہ میر صاحب

موصوف سے اوّل زبانی یہ باتیں ہوتیں پھر لکھی جاتیں لیکن کیا
کھئے ذریعہ ملاقات نظر نہیں آتا۔ خیر اسواسطے گزارش ہے کہ میر صاحب
ممدوح نے بعد صلوٰۃ و سلام نبی و آل و صحاب و مطلق ازواج بلکہ تمام
امّت کو بھی شامل کیا اسکی کیا وجہ ہے۔ حالانکہ نوح و لوط کی دو زوجہ
کافرہ تھیں۔ آل تو دُرود میں بروایاتِ صحاح شامل ہے حتّٰی کہ بعد
تشہد مروی ہے۔ صحاب بھی بعض روایاتِ غیر ثابتہ میں مذکور ہیں۔
ازواج بھی بہلا پہلے سے جوڑ ہے۔ لیکن تمام اُمّت کی۔ اب آپنے شاخ
بڑھائی خیر بہتر ہے۔ اللّٰہم زد فزد۔ ص۔ ۱۔ ۲۔ س۔

آپ کا قول لیکن شیطان نے بعد ایمان کے کثر مسلمانوں کو بھکایا۔ الخ
حضرت یہ آپکا ایک ہی فقرہ آپ کے تمام دلائلِ عقلی کو کھو
دیتا ہے۔ اگرچہ ہم اسپر راضی ہیں کیونکہ کہتے ہیں کہ اسیطرح ضلالت بعد
ہدایت کثر پیغمبروں کے بعد ہوا کرتی ہے اس سے کچھ نبوت کو بٹا نہیں لگتا۔
پھر آپ ۷۲ فرقے کو گمراہ فرماتے ہیں کچھ تفصیل نہیں لکھتے کہ وہ کون کون
ہیں۔ اور یہ فرقے قیامت تک پورے ہونگے یا ہو چکے اور کب تک اور
کہاں تک انکی تعداد کامل ۷۲ ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ

خطا معاف آپ علمِ حدیث کی تحقیق بھی مثل مقدمات تحصیلی سرسری کرتے ہیں۔ غرض مجھے بحث علمی منظور نہیں۔ نہ آپ نے اوّل تعریف فرقہ یا مذہب کی پوچھکر تعداد ۷۲ فرقے کی اُمتِ موسیٰ میں اور پھر ۷۳ کی شمار اسلام میں دریافت کرتا اور پھر انطباق اس حدیث کا چاہتا مگر خیر اب بقدر التماس ہے کہ آپ نے یہ بھی اپنے ہاں حدیث صحیح میں دیکھا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ناجی فرقہ وہ ہے جو شیعہ علیؑ ہے۔ اس بحث کو آپ رسالہ بدر الدجیٰ تصنیف مولوی رحم علیصاحب سنّی ہیں ملاحظہ کیجئے کیونکہ یہ رسالہ دہلی میں مطبع اُردو اخبار چھپ چکا ہے۔ سن ۷ و ۹۔ اب آپکا ارشاد سچ ہی کہ ہم اہلِ اسلام کو صرف توحید و اقرار نبوت ہی پر خوش ہونا نہ چاہئے۔ مگر کیا کیجئے بڑے بڑے سنّی ناچار اسی پر کفایت کرتے ہیں۔ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ یہ جھگڑا یعنی سنّی شیعہ کا طے نہوا اسکا بڑا سبب یہی کہ آپکو جھگڑا مجھے پر اور ایک طرف بالکل انصاف خیال کرتے ہیں اور دوسری جانب کو سراسر ناحق۔ حالانکہ صحیح صحیح یہ ہے کہ طرفین میں چند در چند مذاہب مختلفہ و اقوال متفرقہ ہیں اور ہر ایک گروہ میں افراط و تفریط ہے۔ پس تحریرات و تقریرات تو ہوا کیں لیکن یہ بہت کم ہوا کہ حکم مقرر ہوئی ہوں اور ان مقدمات میں

پنچایتیں ہوئیں - پہلے حضرت علیؓ اور معاویہ امیرِ شام میں دو دفعہ فیصلہ ٹھیر اتھا اسو عمرو عاص کی چالاکی اور ابو موسیٰ اشعری و معاویہ کی میاکی سے آپنے دیکھا کیا ہوا - لیکن بپاسِ قیامِ کلمہ و لحاظِ ظاہرِ اسلام حضرت امیرؑ نے اول بار سکوت فرمایا - بوقتِ جمعِ مدد دی - لیکن یہ آپکی امتِ مرحومہ مرتضیٰ کی خلافت سے راضی نہوئی - خلافتِ سوم میں جو انتظام ہوا وہ معلوم ہی ہوگا - میاں مروان تک کو قلمدان سپرد ہوگیا لیکن علیؓ کا کہا نہ مانا - خیر بھائی اب تم جانو - لیکن یہ خوب جان لو کہ آپسا سید بھی انصاف کرے کہ بہر نمط ہمیں سے حق سنیوں ہی کیطرف بتلائی تب کیا فیصلہ ہو -

تمہید

میں کہتا ہوں کہ امرِ تنقیح طلب جو آپنے قرار دیا ہے یہ بھی بجنسہ درست نہیں بلکہ سنی شیعہ کا فرق یوں بھی بیان ہو سکتا ہے کہ سنی ثلاثہ کو خلفاء راشدین اور افضل علیؓ سے جانتے ہیں اور شیعہ حضرت علیؓ سے امام مہدیؑ تک بارہ اماموں کو خلیفہ برحق مانتے ہیں چنانچہ شاہ صاحب اپنی تحفہ میں اہلِ تفضیل کو بھی بمنزلہ شیعہ ہی قرار دیتے ہیں اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ

شیعہ دین محمدی بارہ اماموں سے لیتے ہیں اور سُنّی سب ہمراہیان
پیغمبر کو جو مسلمان ہیں عادل جانکر ابوہریرہ و عائشہ وغیرہ سے روایتیں قبول
کرتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس یہ بھی بڑا اختلافی مسئلہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ
سُنّی تمام حاربان اہل بیت کو بُرا نہیں سمجھتے اور شیعیان علیؑ ناکثین و قاسطین
و مارقین کو بسبب دشمنی اہلبیت کے خاطی و بُرا جانتے ہیں چنانچہ میرزا محمد صاحب
دہلوی نقل فرماتے ہیں کہ بیزاری دشمنان اہلبیت سے رکھنی کمال ایمان ہے اگرچہ
اجمالاً ہی ہو۔ غرض یہ تقریر تحصیلدار صاحب بہادر کی عام فریب ہے اسیطرح
شاہ صاحب نے وسیلۃ النجات میں سب باتیں بالائے طاق رکھکر فرمایا ہے۔
ہر ایک شخص اپنی طرف سے چند مسائل کو اپنے مفید مطلب سمجھتا ہے بنائے مذہب دشمن قرار
دیکر اسیطرح کی تقریر کرسکتا ہے اور شیعہ اپنے مفید ایسی باتیں بنا سکتے ہیں
انصاف اور چیز ہے۔ شیعہ اول فضائل علیؑ بخوبی بیان کرتے ہیں اور
باقرار ہزاروں سُنّی اور صوفیہ کے فضیلت جناب امیر ثابت کرتے ہیں۔ پھر
نص خلافت آنحضرت سے نقل کرتے ہیں اور دلائل عقلی خلافت علیؑ پر لاتے ہیں
بعد ازاں ظلم و ستم غاصبان خلافت کی اس کثرت سے لکھتے ہیں کہ سُنّی متوّل
جواب سے عاجز رہتے ہیں چنانچہ تشئید المطاعن وغیرہ کا جواب نہ ہونا اسپر گواہ ہے۔

مگر دیکھئے اب تحصیلدار صاحب بعد بیسیدہ مضمونوں کو کیسی تقریروں سے
بنا کرتے ہیں۔ **پہلی دلیل** کا یہ جواب مختصر ہے یہ مانا کہ خلیفۂ اول
دلی مسلمان ہوئے تھے مگر دل یکساں نہیں رہتا یہ سب جانتے ہیں ہزارہا
اسکی مثالیں ہیں۔ دوسرے جب خلیفۂ اول اسلام لائے تب تک امامت
علیؑ کی خبر نہ تھی جب اطلاع ہوئی تو بسبب ناامیدی خواہش نفس ہوئی۔
اسمیں کوئی بات محال نہیں۔ خود سنیوں کے ہاں مسلّم ہے کہ اکثر قریش
خلافتِ علیؑ سے راضی نہ تھے۔ چنانچہ یہ بات جنگِ جمل و جنگِ صفین وغیرہ
سے ظاہر ہے۔ بھلا معاویہ وغیرہ اسلام لاکر پھر کیوں لڑتے۔ تیسرے
ہم یہ کہتے ہیں کہ خلفاء خلافتِ علیؑ کے باب میں قصوروار ہیں اور
شروعِ اسلام میں اسکا کچھ ذکر و فکر نہ تھا۔ باقی اقوال پراگندہ اور رائیں
مختلفہ اپنے دلائل سے سب لکھتے ہیں۔ غرض سب شیعہ خلفاء کو
اِس بات میں ناحق سمجھتے ہیں خواہ کسی درجہ کا یا حسبِ مصلحت سکوتِ علیؑ کو
سببِ رضامندی مثل زیدیہ جانتے ہیں۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ وہ
مسلمان نہ تھے گو یہ بعض کہتے ہوں کہ وہ اِس قصور میں کفار سے بھی زیادہ
عذاب کے مستحق ہیں۔ غرض خارج از اسلام تو بظاہر شیعہ لوگ یزید کو بھی

نہیں بتاتے۔ اور یوں تو اس دلیل سے آپ خلیفۂ اوّل و دوم کو بیگناہ و
معصوم بھی نہیں بتاتے۔ یہ آپ نے خوب کہا کہ جو ایک دفعہ بہ نیت نیک
خالص مسلمان ہو۔ وہ پھر بد نہیں ہو سکتا حضرت آپ نے بلعام کا قصہ نہیں
سُنا۔ برصیصا کی کہانی نہیں سماعت فرمائی۔ یہودا اسخریوطی کیا ہو گیا
شیطان ایک ذرا سی بات پر جسکو بہت سے سُنّی صوفی عین توحید کا عتقاد
شمار کرتے ہیں کیسا راندہ گیا۔ حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنے باپ
بھائی کے ساتھ کیا کیا۔ تمام انبیاء کی اُمتیں اکثر بعد کو پھر گئیں۔
اور بنی اسرائیل تو گوسالہ پرستی ذرا سی دیر میں کرنے لگے۔ حالانکہ
حضرت ہارون موجود تھے انکو مجبور کر دیا۔ پس اگر آخر میں بقول بعض شیعہ
خلفاء ثلاثہ نے جیش اُسامہ سے تخلّف کیا۔ یا قلم و قرطاس نہ دیا تو کیا ام
ناشدنی ہوا۔ آپ خود فرما چکے کہ آنحضرت نے نورِ ایمان سے ہمارا دل
روشن کیا مگر اکثروں کو شیطان نے بھکا دیا حضرت خدا محفوظ رکھے ایکدم
بڑے بڑے عابد گمراہ ہو گئے ہیں۔ سب اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ ع
دیر لگتی نہیں تقدیر کو پلٹے کھاتے۔ آپ نے سُنا ہوگا کہ شمر ذی الجوشن
کمبخت و قیس کندی جنگ صفین میں علی کیطرف تھا آخر کیا ہوا۔ اور

؎ حُر بن یزید ریاحی نے ایک لحظہ میں بسبب نیک نیتی کیا رُتبہ پایا
سرِ حُر گود میں شہ نے لیا اللہ اللہ بگڑے بنجاتے ہیں جب فضلِ خدا ہوتا ہے

آپکی دوسری دلیل کا جواب بھی اسی تحریرِ گزشتہ سے نکل آتا ہے

ہمنے بالفرض مانا کہ خلفاء ثلثہ معین و مددگار رسولؐ کردگار رہے لیکن آخر میں انہوں نے بتصریحِ مورخین معتمدین و روایاتِ مقبولہ مشاہیر طرفین جیشِ اُسامہ سے رجوع کی۔ کاغذ و دوات نہ دی۔ خلافتِ علیؑ سے منہ پھیرا۔ اہلبیتؑ کو نہ مانا۔ بیعتِ غدیرِ خُم سے نقضِ عہد کیا۔ فدک ندیا جنابِ فاطمہ زہرا پارہ جگرِ مصطفےٰ کو رنجیدہ کیا۔ پس بعض شیعوں نے انکو رتبہ مرتدین و منافقین و ظالمین و غاصبین دیا تو کیا غضب کیا۔ بلکہ عمر بن عبدالعزیز تک نے بھی فدک امام محمد باقر علیہ السلام کو پھیر دیا۔ اور طعنِ شیخین کا خیال نکیا۔ پس جیسے آپ فضائل شمار کرلیتے ہیں اسطرح شیعہ جلدیں کی جلدیں انکی مطاعن میں سُناتے ہیں۔ دیکھو یہودا اسخریوطی نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ آخر میں کیا کیا حالانکہ حواریین میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کا حال بعینہ ایسا ہی جیسا کوئی پوربی تلنگا ۵۷ء کا بگڑا ہوا قاتلِ انگریزاں اپنی خیر خواہی تمغہ فتح کابل و لاہور وغیرہ سے

ثابت کرے اور کہے کہ ہمنے ایسے ایسے سرکاری کام کئے - اب کیوں
پھر جلتے - **چوتھی دلیل** کا جواب مختصر یہ ہی ہے ہرگز از روبہ بہبود
نبود ✤ و بدین روے نیز نبود ✤ جب مآل اچھا نہوا تو کچھ نہیں -
صاحبو ایک شخص نے مثلاً بادشاہ کی بڑی خیر خواہی کی پھر اسکے بعد
خود بادشاہ ہو گیا اور ولیعہد کو جانشین نہ کیا - وہ مصاحب بادشاہ کا
خیر خواہ تصور کیا جائیگا یا نمکحرام سمجھا جائیگا - ابھی حضرت آپکو صاف
صاف مطاعن کا جواب دینا چاہیے ورنہ ان تکون اور نقلی عام دلیلوں
سے خاص مطلب آپکا ثابت نہوگا - یوں آئندہ آپکو اختیار ہے جو چاہے
کہیے - شیعہ جو چاہینگے وہ لکھینگے - افسوس یہ ہے کہ پھر جناب آپکو
دردِ دین کا دعویٰ ہے - یوں دیکھنے کو تو انبیا و ختم النبیین کو کس کس نے
نہیں دیکھا - آپ تذکرۃ الاولیا جناب فریدالدین عطار کا ملاحظہ فرمائیے
کہ اسمیں حضرت علیؑ و اویس قرنی خلیفہ دوم صاحب کے سوال و جواب
میں لکھا ہے کہ جب خلیفہ دوم نے پوچھا کہ تمنے سعادت زیارتِ جناب
سرورِ کائنات کیوں نہ حاصل کی تو اس عاشق غائبانہ نے جواب دیا کہ
تم جو ہمراہِ رکابِ سعادت مآب رہے ہو تو بتلاؤ ابروین شاہِ نبوت کی

ہوئے تھیں یا کشادہ۔ خلیفۂ دوم صاحب کو تردد ہوا پھر خلیفہ صاحب
نے خاص اپنے لئے دعا چاہی۔ حضرت اویس قرنی نے فرمایا کہ مومنین
اُمت کے لئے دعا مغفرت کی گئی اگر تم بھی مومن ہو تو یہ دعا تمکو بھی
شامل ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر خاتمہ ایمان نہ زیارت نبی و
دعائے ولی و عبادت ولی کچھ فائدہ مند نہیں۔ آپ مفت کا غذ و سیاہی
خرچ کرتے ہیں۔ **پانچویں دلیل** جو آپ نے لکھی ہے سو اسکا حال
آپ سنئے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی دلیل علمائے نامدار نے نہیں لکھی۔
اور آپ نے بھی پرچہ تہذیب اخلاق میں اجماع اہل مدینہ کو بے دلیل
مقبول نہیں سمجھا پھر تعجب ہے کہ یہ آپ کہاں سے لکھتے ہیں۔ آیا خدا نے کہیں
فرمایا یا آنحضرت نے ارشاد کیا کہ مکہ و مدینہ کی تقلید کرنا۔ جناب رسالتمآب تو
یہ فرما گئے ہیں کہ دو عمدہ چیزیں تم میں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا و
عترت ہدیٰ یعنی آل مصطفےٰ یہ دو نو جدا نہونگی یہانتک کہ میری پاس
حوض کوثر پر وارد ہوں۔ خدا نے یہ فرمایا کہ اللہ و رسول و صاحبان
حکم کی اطاعت کرو یہ نہیں کہا کہ مکہ مدینہ کی بھی پیروی حق ہے۔
امام اعظم ابو حنیفہ صاحب کوفی تھے جنکے آپ پیرو ہیں انہوں نے

مکہ و مدینہ کی پیروی ہر مسئلہ میں نہیں کی علیٰ ہذا القیاس سوائے ایک امام
فقہ کے کسینے اجماع مکہ و مدینہ کی پرواہ بھی نہیں کی - اور نہ انکی مذہب مروّج کو
دلیل سمجھا - اب وہابی لوگ لپنے اوپر سے اعتراض دفع کرنیکو صاف لکھتے ہیں کہ
گو وہابی مذہب ان دو شہروں میں نہو اور عبدالوہاب وہاں سے نکالا گیا ہو
مگر یہ کچھ دلیل شرعی نہیں - مولود نبی بدعت ہے اگرچہ مکہ و مدینہ میں
مروج ہو - حال قال کی مجلس خاص مسجد الحرام میں ہوتی ہے وہانکی مجاور
جیسے ہیں وہ خوب معلوم ہے اکثروں کا مذہب نہ رہا - معتمد نقلیں مشہور ہیں
جاہل شیعہ وہاں دو دو چار چار درہم پر زیارات بطورِ خود پڑھتے ہیں
اور سب کچھ لکھتے پھرتے ہیں - یہ کیا آپنے سوچی - اگرچہ یہ خاص بات
ہے کہ دجال وہاں نہ جاوے - لیکن یہ نہیں ثابت کہ وہاں کبھی کوئی دین باطل
نہیں ہوا یا نہو گا - سب طرح کے لوگ وہاں بستے ہیں - انگریز تک بھی
وہاں موجود ہیں - یہودی سوداگر بھی ہیں - مدینہ منورہ میں ایک محلہ
حسنی سادات کا ہے - وہاں اکثر شیعہ عرفی ہیں - تعزیہ داری ہوتی
ہے - ایک شخص اُن سادات میں سے لکھنؤ میں جناب میرن صاحب کے
پاس پچیس سال تک رہا - مینے دو آدمی دیکھے کہ وہ سید مدنی تھے اور

شیعہ تھے - اگر وہ سنی ہوتے تو تقیہ کیوں کرتے - غرض آپ حج و زیارت
کیجئے سب حال وہاں کا ظاہر ہو جائیگا - شافعی و مالکی وہاں بہت ہیں
حنفی کم حنبلی کالعدم - پس معلوم ہوا کہ سب اور فرقے غلط ہونگے پھر
ماتریدی و اشعری کا فرق وہاں کیجئے - تو جواب صاف لیجئے - غرض
یہ مانا کہ اسلام وہاں قیامت تک رہے ہے لیکن سنی و شیعہ سب کے نزدیک
مسلمان ہیں - اور ۷۳ فرقوں میں بحساب شمار ہیں - باقی یہ کہیں
نہیں لکھا کہ صحیح و حق مذہب ناجی مکہ مدینہ میں ہیگا - بلکہ حدیث افتراق
اُمت میں یہ لکھا ہے کہ علیؑ کے طرفدار حق پر ہیں - حق علیؑ کے ساتھ ہے
جس طرف علیؑ ہو - اودھر ہی حق پھر جاتا ہے - یہ نہیں فرمایا کہ جب امت
میری متفرق ہو تو اہلِ مکہ و مدینہ حق پر ہونگے - علاوہ ازیں بنی امیہ و یزیدیوں
کی عملداری وہاں مدتوں رہی - مروان بے ایمان معتمد و مقرب حضرت
عثمان بن عفان وہاں کا حاکم رہا - سالہا سال مسجدِ نبوی میں نماز پڑھائی
عباسیہ کا دور رہا - دونو عہد میں سب اہلِ مدینہ و مکہ فاسق و فاجر
بادشاہوں کی بیعت گزارے ہے - کیا شیعہ اُنسے بھی بدتر ہیں جنہوں نے
اہلبیت پر ظلم کئے - آلِ رسولِ مقبول کو مقتول کیا - ہزارہا ایجادات

اعتقادات و اصول و فروع میں نئی پیدا کیئے۔ عباسی بتصریح سنیاں خصوصاً ہارون الرشید و مامون الرشید تو شیعہ تھے سب اہلِ حجاز انکی تابع تھے۔ پس حقیت وہاں کی کہاں ہی۔ بعد آنحضرت بلال مؤذن و سعد بن عبادہ و دیگر انصار و اصحاب کبار و مومنین ابرار مدینہ سے باہر چلے گئے تھے۔ کیوں مدینہ میں نہ رہے۔ یزید نے حجرا سود توڑ دیا مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے۔ تین دن بعد جناب سجادؑ نے لید اٹھائی مکہ میں تو نام اہلبیت نہ رہا۔ اور مدینہ میں بھی گوشہ نشین رہی۔ مکہ و مدینہ اہلبیت برحق سے خالی رہا۔ اسوقت حقیت کہاں گئی تھی۔ اب اور سُنیے قبل بعثت آنحضرت مکہ معظمہ میں بت پرستی ہوتی تھی۔ ذبیح جلیل حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد سے وہ مقام معبد اصنام رہا۔ کفار مکہ مشہور تھے قریش کی ناراضی خلافتِ مرتضی علیؑ سے معروف و کتب میں مذکور ہے مکہ میں عبداللہ بن سبر بیچارہ مارا گیا۔ مدینہ میں حضرت جامع القرآن جامی مروان پر وہ کچھ ہوا۔ جنگِ جمل کی بنا وہیں سے ہوئی۔ آپ کے جنتی

ساٹھ ستّر برس سال تک یعنی ۱۱ھ ہجری سے ۹۹ھ تک بحکم معاویہ مکہ مدینہ کے اندر خاص مسجد الحرام و مسجد نبوی میں حضرت علی و جناب حسنین علیہم السلام کی خدمت میں بے ادبی و لعنت جاری رہی۔ یہ کلمہ تبرا آخر خطبہ میں تھا جسکی جگہ اب آیت قرآنی بحکم عمر بن عبدالعزیز ہے ۱۲ منہ

لوگ یعنی طلحہ و زبیر علیؑ کے برخلاف وہاں لڑائی میں شریک ہوئے
بعض صحابہ و اولادِ صحابہ ان جھگڑوں میں موجود تھے۔ عبداللہ بن[له]
عمر نے علیؑ کی بیعت نہ کی اور یزید و متوکلِ ملعون کی بیعت و پابوسی بہت
اعتقاد سے کی اور خلعِ ترکِ بیعتِ یزید سے منع کیا۔ غرض اس چال
چلن کے آدمی وہاں تھے اور ہمیشہ اکثر رہے ہیں اور اب بھی ہیں اچھے
بُرے اور بُرے بہت ہاں اب بھی ہیں۔ ایک مذہب و ملت نہیں۔ ہاں
کلمہ گو ہیں سو شیعہ بھی کلمہ گو ہیں۔ چنانچہ آپ بھی انکو ۲۷ میں شامل
سمجھتے ہیں۔ مگر کلمہ گوئی کو آپ کافی پہلی ہی نہیں سمجھتے ہیں جبتک کہ
اور اعتقادات کی تحقیق نکرے۔ غرض کہانتک اس دلیل ذلیل کی تردید
کیجائے۔ آپ خود سمجھ لیں کہ بدون اپنی سمجھ کے اور بغیر وجدان سلیم کے
حق نہیں معلوم ہوتا۔ اور اول فضلِ خدا چاہئیے۔ دعائے ہدایت بھی بخشوع و
خضوع پڑھ کر ضرور ہے۔ غرض ایک اور سُنی کہ مفتی صدر الدین صاحب صدر الصدور
دہلی ایک رسالہ مطبوعہ میں بجواب مولوی میر محبوب علی صاحب لکھتے ہیں کہ

[له] ذرا خلاصۂ مسعودی مطبوعۂ دہلی مصححہ جناب مولوی مملوک العلی صاحب مرحوم ملاحظہ فرماویں
تو حال انقلاب بعضے اصحاب و صاحبزادوں کا معلوم ہوگا۔ عبداللہ بن عمر
کی موت کیسی ہوئی ۱۲ منہ

مسجدِ نبوی و مسجد الحرام میں سالہا سال بزمانۂ بنی امیہ اہلبیت پر لعن و تبرا بعد نماز ہوا کیا اور تابعین و تبع تابعین وہاں نماز گزار رہے کسینے نماز مسجد ترک نکی۔ جامع مسجدِ دہلی نے کیا قصور کیا کہ بسبب وقوعِ بدعات قابلِ ترکِ نماز ہووے۔ واہ کیا ایمان تھا کہ زمانۂ معاویہ میں ۴۱ھ سے لیکر عمر بن عبد العزیز کے وقت تک یہہ غضب کی بدعت خاص مسجدوں میں رہی ۹۹ھ میں بیچارہ عمر بن عبد العزیز نے یہہ بدعت دور کی۔ اور خطبہ میں سے عبارت تبرائے علیؑ اور حسنینؑ کی دور کرکے آیۂ قرآنی اِنَّ اللّٰہَ یَأمُرُ بِالعَدلِ وَالاِحسَانِ الخ میں لگا دی خدا تعالیٰ انکو اس امرِ خیر کی جزائے نیک دیوے۔ دیکھا اس مذہب کے لوگ حجاز میں رہے ہیں یہہ سُنی تو ہمارے نزدیک انسے بدرجہ بہتر ہیں۔ حضرت معاویہ رکھنے والے اب بھی وہاں بکثرت موجود ہیں۔ اہیر آپکو باوجودِ سیادت فخر ہے۔ کیا کہنے حضور سے بالمشافہ زبانی باتیں ہوں تو حال معلوم ہو۔ سو یہہ بسبب آپکی بلند رتبگی کی شاید میسر نہو۔ رہا اب یہہ کہ امام مالک بعضے مسائلِ فقہ میں اجماعِ اہلِ مدینہ کو دلیل جانتے ہیں سو اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ کل اہلِ مدینہ اہلِ حق ہوں اور کوئی ناحق

مذہب کا نہیں نہو بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینۂ منورہ اہلِ حق سے خالی نہیں۔ سو میں لکھتا ہوں کہ یہ اب بھی نہیں بہت سے اہلِ حق و شیعہ پاک وہاں اب بھی موجود ہیں۔ توریت و انجیل سے جو مشکل و بتکلف صحابہ کی تعریف و توصیف بیان کی ہے سو یہ نہایت تعجب کی بات ہے صحابہ کے اوصاف کا کون منکر ہے بے شک بہت سے اصلی صحاب درجہ بدرجہ قابلِ تعریف ہیں۔ تحصیلدار صاحب نے خود مُلا مجلسی کی زبانی چار کئی صحاب اتقا کی فہرست لکھی ہے۔ بلکہ ہزاروں کی تعداد منقول ہے۔ بہت سی لڑائیوں میں شہید ہوئے مشکل یہ ہے کہ آپ کے ذہن میں لفظ صحابہ کا سنتے ہی ثلاثہ کا خیال آتا ہے۔ کیونکہ آپ کے ذہن میں فقط وہی صحابہ اخیار ہیں۔ حالانکہ صحابہ میں بہت تفضیلیے مثل حسان بن ثابت باقرار شاہ صاحب موجود ہیں اس قسم کو شاہ صاحب شیعۂ نیک بتلاتے ہیں حضرت عمار یاسر جو فرقہ باغیہ طاغیہ معاویہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اور اباذر غفاری جو بحکمِ مروان وزیرِ عثمان بن عفان مدینہ سے نکالے گئے۔ اور سلمانِ فارسی و جابر بن عبد اللہ انصاری وغیرہ کیسے خالص اصحاب باوفا تھے کہ انجام تک یکساں رہے۔ زوجہ نیک ایسی ہوتی ہیں جیسے اُمِّ سلمہ رض کہ

خاندانِ اہلبیتؑ سے مرتے دم تک جُدا ہوئیں۔ اور حضرت سیدہؑ سے
تفوّق بتر ڈھونڈا۔ حضرت امیر حمزہؓ و حضرت جعفر طیارؓ و سیکڑوں اہلِ بدر
روبرو آنحضرتؐ کے شہید ہوئے جنکے خاتمہ بخیر ہونیکی گواہی آنحضرتؐ نے دی۔
جسپر خلیفۂ اوّل نے سُنکر رو دیا اور کہا کیا ہم ایسے نہیں آنحضرتؐ نے فرمایا
لَا اَدْرِیْ مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِیْ یعنی میں نہیں جانتا کہ تم
میرے بعد کیا احداث کروگے۔ جامع الاصول میں بھی یہ حدیث لکھی ہے
اور بخوبی ثابت ہے۔ پس علی العموم صحابہ کی تعریف سے وہی صحابہ نیک
ثابت ہو سکتے ہیں جنکا بعد کو بھی خاتمہ بخیر ہوا۔ نہ کل۔ مثلاً آپنے تمام اُمتِ
محمدؐ پر صلوٰۃ بھیجی تو شاید خاص مراد لوگے۔ کل مسلمان مراد نہیں ہو سکتے۔
ورنہ مشکل ہوگی۔ افسوس آپنے یہ فقرہ تو خوب سُنا ہوگا کہ کوئی عام ایسا
نہیں جو خاص نہو۔ غرض ابوسفیان و وحشی وغیرہ کو تو آپ بھی شاید اِن
فضیلتوں میں شریک نہ سمجھیں حالانکہ آپکے نزدیک انکا آغاز بُرا ہی انجام
تب بھی بُرا نہیں۔ فسوس شیعہ اُن لوگوں کو ان فضیلتوں میں کسطرح
شامل سمجھیں جنہوں نے شروع مرض الموت نبوی سے بروایاتِ مستندہ وہ
باتیں کیں کہ جو دوستداری سے بہت بعید ہیں۔ منافقین و مؤلفۃ القلوب بھی

آنحضرتؐ کے ساتھ تھے وہ بھی کیا اشدّاء علی الکفار ہیں ہرگز نہیں پھر بھلا بھگوڑے و متخلفین اس فضیلت کے مستحق کسطرح ہو سکتے ہیں۔ اثر سجود کس کس کی پیشانی پر نہ تھا۔ معاویہ و مروان وغیرہ کیا نمازی نہ تھے۔ کیا وہ نمازیوں میں محشور نہ ہونگے۔ مقداد و ابوذر و عمار پر کیا خوب رحم کیا۔ یہ لوگ ظالم رحماء میں داخل ہیں۔ جنگِ جمل و جنگِ صفین کی لڑائیوں سے خوب صاف واضح ہو گیا کہ یہ لوگ طرفدارانِ علیؑ ہیں۔ ورنہ رحم دلی کی باہم کیا ہی صفت ہے۔ خلیفہ دوم نے سعید بن عبادہ کا منہ مارے طمانچوں کے لال کر دیا۔ اور سقیفہ میں پامال کیا۔ زبیر کی تلوار علیؑ کے دروازہ پر بروایت مورخین توڑ دی اور اسکو پچھاڑ کر زیب دہ سینہ صواب گنجینہ ہوئی۔ علیؑ کے دروازہ پر آگ لگائی۔ یہ سب کچھ باقرار شاہ جیو صاحب بھی ثابت ہے۔ یہی رحم کی صفت ہے۔ اشداء علی الکفار سے مراد حضرت امیر حمزہ و حضرت جعفرِ طیار و جناب امیر وغیرہ فقط کیوں نہیں ہو سکتی۔ یا تمام شہداء بدر و صحابہ جلیل القدر۔ اور فقط جناب امیر علی علیہ السلام بھی مراد ہو سکتے ہیں جیسے آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ میں الراکعین سے مراد حضرت علیؑ ہیں چنانچہ درِ مختار میں بھی مذکور ہے کہ حضرت علیؑ نے

نماز میں صدقہ دیا خدا نے انکی صفت و ثنا کی اگرچہ یہ نہ کہا کہ انحصار ولایت
فرمائے مگر اس اتنی بات سے بھی سب کچھ نکل آتا ہے۔ غرض موصوف باینہمہ
صفات فقط مرتضیٰ علیؓ بھی ہو سکتے ہیں خصوصاً جبکہ انکے ساتھ انکی ذریت
مطہرہ بھی مراد ہو۔ جمع کی ضمیر سے ایک شخص مراد ہو سکتا ہے۔ آپ
بھی آگے جا کر اسکے قائل ہیں کہ خطاب عام ہوتا ہے اور مراد خاص لیتے
ہیں یہ عرب کا بڑا محاورہ ہے۔ باقی اور جو کچھ توریت و انجیل سے عام تعریف
صحابہ کی بوقت کمال اشکال سے نکالی وہ بشرط ثبوت آپکی مفید نہیں
اور ہمکو کچھ اس سے ضرر نہیں۔ انکے صدیق اکبر اور فاروق عمر نے جو باپ
بھائی کے مارنے پر کمر باندھی بالفرض یہ سب صحیح۔ مگر کیا عمل نیک ملکارتے
حبط نہیں ہو جاتے۔ دوسرے یہ کہ اگر قتل پدر و برادر نیک ہوتا تو ضرور آنحضرت
قبول و منظور فرماتے۔ اور حضرت علیؓ بھی کبھی ایسی بات کہتے۔ خلاف صلہ رحم و
موافق قساوت قلبی یہ امر ہوگا جو آنحضرتؐ نے منظور نفرمایا۔ یہ تو عبداللہ
بن سلول کی نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے تھے۔ حضرتؐ نے کیوں پڑھی۔ غرض
سعادت و قساوت میں فرق سمجھنا چاہئے۔ کنتم خیر امۃ سے آپنے کچھ

البتہ اسلام کے روبرو رشتہ داروں عزیزوں کا خیال نہیں مگر ہمکو خلاف سے کیا تعلق یہ عرض
بظاہر ان غالی شیعوں پر ہو سکتا ہے جو صحابہ کو مسلمان نہ سمجھے ۱۲ منہ

ثابت نہیں کیا اور نہ اتنی طول طویل سے آپکا مطلب نکلا لیکن ہم
آپنے اعتراض کیلئے قدم بڑھایا۔ مگر اُسکا بھی مقصد نہ پایا۔ بعضوں نے جو
خیر امتہ سے ائمہ مراد لئی ہیں اُنکا یہہ مقصود نہیں کہ متن قرآن میں خیر ائمۃ
تھا بلکہ خیر امتہ خود ائمہ ہیں۔ آپ حدیقہ کی عبارت میں شتّان ما آنکہ گفتہ شود
کے معنی افسوس نہیں سمجھتے۔ اور وجہ اول بعید سہت کی معانی کو تو آپکا
ذہن کسطرح پہنچا کہ یہہ بعید ہے۔ آپ جناب میر صاحب کی وفات پر
افسوس کرتے ہیں۔ یہاں تشریف لائیے۔ دیکھئے کسطرح سمجھایا جاتا ہے یا
لکھنؤ میں اُنکی اولاد موجود باجود ہے۔ آپ دولتمند ہیں۔ ریل جاری ہے،
پھر افسوس کیسا یہہ تو آپنے بالکل ایسی بات لکھی جیسے پیر مریدوں کو
بھکایا کرتے ہیں۔ غرض آپ کہیں نہ جائیے نہ آئیے۔ وہیں بیٹھے رہیے
اور ذرا غور سے سمجھ لیجئے کہ خیر امتہ سے فقط علیؑ بھی مراد ہو سکتے ہیں
چنانچہ آپ خود صفحہ ۳۰ کے حاشیہ پر رقم فرماتے ہو کہ عام سے مراد خاص
لینا عرب کا دستور ہے دوسرے جبکہ انکی ذریت طاہرہ جو کہ انکی صلب مطہر میں
تھی وہ بھی مراد ہو تو کیا تعجب۔ حضرت آدمؑ کی طرف بعض مقولات میں
اشارہ ہوا ہے اور مراد انکی اولاد ہے۔ چنانچہ ستہ استقصا کی دوسری جلد میں

ملاحظہ فرمایا ہوگا - قرآن شریف میں بیشک انوارِ ہدایت ہیں مگر یہ بھی آئمہؑ سے منقول ہے کہ انکی تفسیر راسخون فی العلم ہی خوب جانتے ہیں اور انکے نزدیک بجز خدا کوئی نہیں جانتا آپکے ہاں سے بھی خوب ثابت ہے کہ قرآن شریف مجمل و مفصل و عام و خاص وغیرہ ہے وغیرہ خود خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قرآن شریف میں آیاتِ محکمات بھی ہیں اور متشابہات بھی جنکے دلوں میں کھوٹ ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں سو آپ ہیں کہ اپنی مطلب کے لئے عام آیتوں کو اپنے خاص صحابہ کیلئے مقرر کئے لیتے ہیں - اور طعن نقص قرآن کا جو بعض روایاتِ شاذہ ماؤلہ سے کیا ہے وہ تصریح مولوی آل حسن صاحب کتابِ استفسار و تشریح مولوی رحمت اللہ صاحب اعجازِ عیسوی بہ تحریرِ مولانا مولوی الطاف حسین حالی صاحب تریاقِ مسموم خلافِ جمہورِ شیعہ و جماعۂ امامیہ ہے - آپکے شاہ صاحب اس طعن میں سارق خواجہ نصر اللہ کے ہیں - وہ بیچارہ کابلی اس طعن کے فسادات کو نہیں سمجھا - آئندہ شاید آپ ایسے مطاعن کو باوجود ملاحظہ شروعِ مسلکِ ثانی ستقصا جو نقضاً لکھا گیا ہے اچھا سمجھیں یا نہ سمجھیں -

ہم بہر نمط تابع ہیں ؎ ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے

maablib.org

جو اہیر کبھی نہ وہ سمجھے تو اُس بُت کو خدا سمجھے ۔ دوسری آیت سے بھی مہاجرین کی صفت و ثنا نکلتی ہے لیکن یہہ نہیں ثابت ہوتا کہ بعد کو کسی مہاجر سے بدی نہ ظاہر ہوگی ۔ ہاں پہلی بُرائیوں کا تو خدا تعالےٰ عوض کریگا ۔ لیکن بعد آنحضرت جو خاص انکی اہلبیت کی نسبت ظلم ہوئے اُسکا کیا علاج ۔ یاد رکھو کہ یہہ ملارج مہاجرین کو فقط آنحضرت کے باعث سے نصیب ہوے پس جب بسبب ناراضی اہلبیت و ہی سرور اہلبیت ناراض ہوا تو پھر کیا اعمال حبط نہیں ہو سکتے ۔ کیا حقوق عباد پر مواخذہ نہوگا مَن قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ الخ کیا بعض صحابہ حوض کوثر سے جہنم کو نجائینگے ۔ اور کیا سرور کائنات اُنپر لعنت نفرمائینگے ۔ اور یہ بھی ملحوظ ہے کہ یہہ محدثین مفسرین ناکثین مارقین قاسطین خواہ کوئی شروع ہی سے بمنزلہ منافق ہو یا اپنے دل میں منافق نہو مگر خدائے علیم کے نزدیک بدانجام ہوا اور بعد آنحضرت کے مرتد لغوی یا شرعی ہوگیا ہو ۔ یا یہ کہ بسبب ظلم اہلبیت منافق و مرتد کے رتبہ کو فائز ہوگیا ہو ۔ مآل و انجام سب کا ایک ہے اہلسنت اس خلاف کے آگے اسی خلاف اصل مضمون نہ سمجھیں اور اختلاف اقوال کسی نم سب میں نہیں اس سے اصل بات فوت نہیں ہوتی

اور یہ امر مکذبِ مذہب حقیقی نہیں۔ وہ کونسی زمین ہے جہاں آسمان نہیں۔ بالجملہ منافق و مرتد و ظالمِ اہلبیت و ناکثین و قاسطین و مارقین بحدیثِ صحاح ان آیتوں میں شروع ہی سے بعلمِ خدا شریک نہیں جیسا یہودا اسخریوطی نیک حواریین میں شریکِ صفت نہیں۔ حالانکہ جابجا صفتِ حواریین انجیل بلکہ قرآنِ شریف میں بھی موجود ہے۔ مگر بدانجامی سے معلوم ہو گیا کہ یہودا اس توصیف میں داخل نہیں ہے۔ اسماء بنت اشعث زوجہ امام حسن علیہ السلام کو کچھ صحبت سے فضیلت حاصل نہ ہو گی۔ بنی اسرائیل کی تعریف جہاں ہے وہاں نیکوں ہی کی ہے۔ بدوں کی نہیں بروں کی مذمت بھی موجود ہے۔ آخر سورۂ منافقین بھی تو نازل ہوئی۔ جابجا نفاق پیشوں اور خام کاروں و بد عمالوں اور کجروں کی مذمت قرآن شریف میں موجود ہے۔ مہاجرین کی تعریف بھی مذکور ہے۔ مگر یہ بھی قرآن شریف میں مسطور ہے کہ بعض اپنے گھر سے بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ۔ یعنی اترا کر دکھلانے کو نکلتے ہیں۔ ایسے مہاجرین کی مذمت بھی ہے۔ آپ اِن آیات کی معانی تو مجمع البیان وغیرہ سے لکھتے ہیں مگر آگے جو صاحب مجمع البیان بطور جواب یا دفع دخل انہا

قول لکھتے ہیں اُس سے آپ صریح چشم پوشی کرتے ہیں اور مُفت کتاب بڑھاتے
ہیں لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل فرماتے ہیں۔ اسطرح تحریر و تقریر بڑھتی ہے اور
تصفیہ خاک نہیں ہوتا۔ کوہ کندن و کاہ بر آوردن کا نقشہ ہے۔ فائدہ کیا
ہیں اُن اقوال کا ترجمہ کرسکتا ہوں وہی آپکے باتونکا جواب ہوجائیگا
لطف یہ تھا کہ آپ اُن جوابوں کا نقض کرتے تو البتہ نئی بات معلوم ہوتی
آپ صاحبِ تحفہ کیطرح انہیں مضامینِ کہنہ کی مرمت بیجا کرتے ہیں۔ یہ عام
فریبی ہے نہ تحقیق۔ بیعت رضوان میں ایسے بھی لوگ تھے جنکو خدا فرماتا ہے
فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ط یعنی جو اس بیعت کو
توڑیگا وہ اپنے نفس پر عہد شکنی کریگا۔ علاوہ ازیں اسکا جواب کیا کہ بدانجام
بدمآل لوگ پہلے ہی علمِ خدا میں اس آیت سے خارج تھے۔ دیکھو ابنِ ملجم کا
انجام کیا ہوا۔ حالانکہ وہ کمبخت حضرت کا غلام و خدمتگار تھا بسبب شوقِ
خبرِ فتح جنگ نہروان کے کوفہ میں منادی دیتا پھرتا تھا جو قطامہ ملعونہ پر
عاشق ہوا یا کسی طمع و غولے سے۔ یقیناً آپ کے نزدیک بھی سیدھا جہنم کو
سدھارا۔ اگرچہ بظاہر خصوصاً آپکے عندیہ میں کسی ضروری اسلام کا منکر
نہ تھا۔ پس سب ثواب جہاد و ہجرت کا جو ہمرکاب سعادت انتساب امام علیہ السلام

اس سے ظہور میں آیا یا برباد گیا- اب رہی یہ بات کہ آپ جو اس بیعت کی خوبی
روایتوں سے بیان کرتے ہیں اور مُلّا کاشانی اور کشف الغمہ کیطرف رجوع فرماتے
ہیں تو یہ ثبوت قرآن شریف سے نہیں آخر پھر روایتوں سے مطلب نکلا- نام
قرآن شریف کا لیا- اور روایات کی بھی تحقیق و تصحیح نکی کشف الغمہ میں سُنیوں کی
بھی روایتیں ہیں رہی مُلّا کاشانی کی تفسیر سو اس روایت کی سند نہ لکھی
حالانکہ آپکے علما مثل مولوی رشید الدین خانصاحب مفسرین کی روایات کا
چنداں اعتبار نہیں کرتے- بہت عالم آپکے ہاں کے لکھتے ہیں کہ اہلِ تفسیر کے
ہاں رطب و یابس بھرلی گئی ہے کہ بے تحقیق وہ باتیں درج تفسیر فرماتے ہیں- سوا
ازیں مُلّا کاشانی کی روایت جابر سے ہے- روایت جابر بن عبد اللہ انصاری
کی جو کشف الغمہ سے آپنے رقم فرمائی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُن میں ایک
شخص جد بن قیس کا نفاق تو بالاتفاق ظاہر ہوا کہ اُسنے بیعت شکست کی
پس کلیۃً قفل اس بیعت رضوان کا ٹوٹ گیا- اور اگر صاحبانِ بیعتِ
شجرہ میں سے کوئی بھی قابل دوزخ نہوتا تو خدا یوں کیوں فرماتا کہ جو اس
بیعت کو توڑیگا تو اپنی نفس پر توڑ ڈالیگا- بلکہ یہ لکھتا کہ اب کوئی اس بیعت کو
نہیں توڑیگا یا توڑیگا بھی تو ہم اب کچھ اُنکی نکثِ بیعت کا خیال نکرینگے-

بہ شرط جنت دینگے۔ جناب میر صاحب بھی نیک فعال کے ساتھ بھی خاتمہ پر
نظر ہے۔ اور ضرورِ انجام نیک شرط ہے۔ ورنہ پھر بعد کو اعمالِ صالحہ وغیرہ کا
بھی خیال نہ ہے۔ جیسے روایتوں سے آپنے اپنی صحابیوں کی فضیلت میں
آیہ سے مستنبط کی اسیطرح شیعہ ان صاحبوں کی ہزیمت اور اس فعلِ فرار کی قباحت
روایاتِ متواترہ و آیۂ قرآنی وفقہ زیدانی سے ثابت کرتے ہیں جنگِ حنین
میں یہ آیہ بھاگنے والوں کی شان میں نازل ہوئی ہے اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ
الشَّیْطٰنُ ۔ یعنی شیطان نے انہیں بھکا دیا اور پھسلا دیا اور عفو بھی
اس فعل کے قبیح ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ پس فرارِ خیبر و بدر کی معافی قرآن
شریف میں دکھلائی۔ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ خدا فرارِ خیبر کی خبر قرآن شریف
میں کیوں نہ دیتا۔ سو خدا نے تو خود جنگِ خیبر کی بھی خبر قرآن شریف میں
نہیں دی۔ بہت سے ایسے امور نہیں فرمائے۔ تفصیل تو بہت ہی کم ہے
خود علماء اہلِ اسلام سنی مسلمان عدمِ تفصیل معجزاتِ نبوی کا قرآن شریف
میں طرح طرح سے جواب لکھتے ہیں۔ یہ آپنے کیا کہی۔ وہی جانے کہ انکی کیا
مصلحت ہے۔ اس سے علاوہ اقدس نے پہلے ہی خبر دی تھی کہ ان بایعان
تحت شجرہ سے کچھ لوگ بیعت توڑینگے سو وہ اپنی جان پر توڑینگے۔ یہ حدیث

مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ میں مندرج ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں کل
اُس شخص کرار غیر فرار کو واسطے جنگِ خیبر کے بھیجونگا جو اللہ و رسولؐ کو
دوست رکھتا ہے اور خدا و مصطفےٰؐ اُسکو دوست رکھتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر
ہے کہ شیخین پہلے اور دوسرے دن بھاگے اور علم ڈال آئے۔ بہت کتابوں میں
یہ روایت موجود ہے خصوصاً باوصفِ تعصب مصنفِ قصص الانبیاء تک نے
بھی یہی لکھا ہے ع قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا ۔ آپ نے عزتِ اسلام
بھی برباد کی۔ اور لطف یہ کہ معلوم ہوا خدا و رسولؐ کے دوست بھی نہ تھے
مجکو مفت قصص و حکایات لکھکر حق و باطل خلط منظور نہیں۔ اور زائل
تقریر سے طول دینا یہ مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام و ازالۃ الغین
کا پیشہ ہے ورنہ جو تقریریں ان مقدمات میں سنیوں سے ہوئیں کچھ گزارش
کرتا۔ ایکدفعہ قبلِ غدر بوقتِ شب خانصاحب مسیح اللہ خاں وکیل ہائی
کورٹ کے مکان پر روبرو جناب حاجی احمد جان صاحب و جناب منشی
محمد ذکاء اللہ صاحب کے مولوی حیدر علی صاحب سے اس مقدمہ میں تقریر
ہوئی۔ اگرچہ انکی جانب چند تماشا دیکھنے والے دخل و معقولات بھی دیتی
تھے و بیٹھنے میں بھی مولوی صاحب کے مددگار تھے مگر بجز اسکے کہ اس روایت کو

maablib.org

ضعیف زبانی ہمیں اور کچھ نہ بن آیا۔ اور مسند احمد بن حنبل کی روایت کا جواب آمین بالجہر شاہ میر
تھا صحیح کو جناب منشی فرق کار اللہ صاحب نے روبرو میر علی نقی مرحوم وغیرہ کے یہ فرمایا کہ
طرفین سے کوئی غبار اغراض بھاگ دوڑ اور بات ہے اور بندہ ان جدال و مکابرہ سے نہایت
متنفر ہے۔ اور صاحب منتہی الکلام کی عادت تقریر تو کیا تحریر میں بھی بخوبی ظاہر ہے چنانچہ
بہت سے منصف سنی بھی اسکے مقر ہیں۔ آخر بھی انکی سب لن ترانیاں خاک میں ملگئیں
کتاب استقصا کے چھپتے ہی انکی قلعی کھل گئی کہ باوصف مہلت اسودگی نوکری حیدرآباد
ورامپور و عہدہ دار ہونے کے فرزندان انکے جواب استقصا میں قلم بھی نہیں اٹھا۔ ناچار رامپور چھوڑنا
پڑا۔ اب ناحق رسوا کو بدنام کرتے ہیں اور الزام دیتے ہیں۔ حال تو ان بزرگواروں کا
یہ ہے مگر دعوی وہ کچھ۔ جناب میر صاحب نے آیتوں کا تو نام لیا اور روایتوں
سے بے تفتیح کام لیا۔ شاہ جیو صاحب نے تو رسالہ وسیلۃ النجات میں جسکو تحفہ
اثنا عشریہ کا خلاصہ قرار دیا ہے طرفین کی کتابوں کو بالائے طاق رکھنا بتا کر
صحابہ ثلاثہ کی ثناخوانی کا ادعا محض قرآن شریف سے کیا ہے۔ حالانکہ بغیر تاریخ
وروایات آخر پھر کام نہیں چلتا۔ ہی یہ کہ شاہ جیو صاحب کو ہمیشہ نئی ہی نئی سوجھتی
ہے۔ باینہمہ سرقہ و دروغ و بیچ گوئی کشف و کرامات کا دعوی۔ پیراں
نمی پرند و مریداں می پرانند۔ اگر وہ جیتے تو میں صواعق لیکر تحفہ سے مقابلہ کو

عرض کرتا اور پھر کہتا کہ میاں شاہ صاحب آپ نے سونی پت میں نانا کے
ہاں کتب خانہ شیعوں کا کہاں سے دیکھا۔ خوب صواقع ہاتھ لگ گیا۔ واہ کیا
دیانت و شہرت ہے۔ بستان المحدثین مفتاح کنز الدرایہ کی تصویر ہے۔ مگر خیر
شاہ صاحب میرزا محمد دہلوی خلیفہ شاہ محمد سے داغ پر داغ لگے۔ خلیفہ
شاہ محمد شاہ صاحب کے رشتہ دار تھے۔ اور حدیث فدک کا جواب صاحب تحفہ سے
سنکر شیعہ مومن ہوئے۔ حاصل کلام یہ کہ کلام اللہ کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔
اور بولنے معنی لا فقط ہونا اور بات ہے۔ اگر آپ کو دعویٰ کلام اللہ فہمی کا ہے تو
کل رطب و یابس قرآن شریف سے ثابت کیجئے۔ اور ذرا وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ
إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ الخ کو تلاوت فرمائیے
فقط قرآن شریف سے جو جو اعتراضات نصاریٰ کرتے ہیں آپ سے تو ہرگز
جواب بھی نہ دیا جائیگا۔ آپ کے مفسرین بھی جا بجا منہ کے بل گرتے ہیں
ذرا اعجاز قرآن ہی کا مطالعہ کیجئے۔ بہتر فرقے قرآن شریف ہی سے لڑتے ہیں
آخر اپکا اور آپ کے دوست سید احمد خان صاحب بہادر کا قول ہے کہ
قرآن شریف کو موجودات سے ملانا چاہئے نہ برعکس۔ بلکہ تمام کتب سماوی
کا محاورہ اور طور ہے۔ افسوس آپ جہاں مہاجر و اصحاب کا

لفظ دیکھتے ہیں وہاں صحابِ ثلاثہ ہی مراد سمجھتے ہیں۔ شیعہ جہاں قرآن شریف میں ظالمین و فاسقین و فجار کا لفظ پاتے ہیں وہاں غاصبین خلافت ہی مراد لیتے ہیں۔ منافقین سے دشمنان اہلبیت ہی مراد سمجھتے ہیں سورہ منافقین میں ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ کو غور فرمائیے کہ ایمان کے بعد کفر بھی ہے۔ اِتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

خلاصہ یہ کہ جابجا فاسقین و فجار کی جزا جہنم قرآن میں مذکور ہے۔ اور بداعمالوں کی سزا مسطور ہے۔ پس ان سب آیاتِ محکمات سے صحابِ ثلاثہ مراد کیوں نہیں لیتے۔ آخر خدا نے اس اُمت میں سے کس کس کا نام لیا۔ جو انکا لیتا۔ اور فتح خیبر ہی کا حال نہیں لکھا۔ شکست کھانیوالوں کا نام کیونکر لکھتا مگر یہ لکھا ہے کہ جو جہاد میں قائم رہتے ہیں اور صبر کرتے ہیں خدا انکو مدد دیتا ہے۔ اور جو خدا پر اعتقاد نہیں رکھتے وہ بھاگ جاتے ہیں۔ غرض ایمان و ہجرت وغیرہ جب ہی معتبر ہے کہ مرتے دم تک ہو۔ اور نماز و زکوٰۃ بھی جبھی سودمند ہے کہ خاتمہ بخیر ہو۔ ورنہ سمجھیں تو مرتدین و منافقین مثل بلعام و برصیصا وغیرہ بھی ہر ایک امت میں چند روز صالح ہو گئی ہیں۔ قابیل پسر آدم بھی کیسا شخص تھا

قرآنِ شریف با معانی تلاوت کیجئے اور پھر بدکارانِ امّت کی مذمت
ہر ایک سورہ میں لیجئے۔ نام کی تصریح نہ چھوٹوں کی نہ بڑوں کی۔ زنِ نوح و
لوط کی کفر کا بیان صریحاً دیکھئے۔ ازواجِ مصطفےٰ کی نیکی بدی بھی سورۂ
پس جو چاہے اعتقاد کر لیجئے۔ اس امّت میں سب بدترین کا نام ابولہب مسطور ہے
اور اچھوں میں زید پدرِ اسامہ کا نام ہے۔ کاش آپکے اصحابِ ثلاثہ لشکرِ
اسامہ سے نہ پھرتے تو آپ ان اسامہ بن زید کو علیؑ سے افضل بتلاتے۔ کیونکہ
انکے نام کی تصریح ہے اور شاید تفضیل تصریح نام نامی زید کو خلیفہ اول بنانے
تو زیبا تھا۔ خلاصہ یہ کہ گو وحی آنحضرتؐ پر نازل ہوا کی۔ مگر سب باتیں بطور
قرآن شریف از راہِ وحی مفصل نازل نہیں ہوئیں۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا
ہے کہ خدا نے انکے دل کی بات جانکر تسلی نازل کی۔ سو انکی دلی بات شاید
خوف و اضطراب رہو جو باعث تنزیلِ تسکین ہوا۔ دلی بات سے ایمان ہی مراد
لینا یہ انکی خوش فہمی ہے۔ ملا کاشانی و دیگر مفسرین و متکلمین نے جسطرح
ان آیات کا جواب مفصل لکھا ہے آپ نے ہرگز ان تقریروں کو نہیں لکھا۔

۵۱ دوسری صحیح اور محقق مذہب شیعہ یہ ہے کہ خلفاء کے آغازِ اسلام و ایمان میں تو کچھ کسر نہ تھی۔ لیکن اکثر اعمال میں بعد ایمان لانے کے افراط و تفریط ہوئی پس نیک اعمال حبط ہو گئے جیسا کہ کلام خدا شاہد ہے۔ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

انکے کلام کو غلط کرکے بگاڑ کر اپنی طرف سے خلاصہ کیا ہے۔ ورنہ جس طرح
انہوں نے جوابات لکھے ہیں وہ بعینہٖ دیکھے جاویں تو ناظرین کی بخوبی تشفی ہوجاوے
میرے پاس وہ کتاب نہیں ہے جو یاد ہے یا ذہن میں آتا ہے گزارش کیا جاتا ہے۔
قاضی شوستری رحمہ نے جو یہ جواب دیا کہ خدا تعالیٰ اس فعل یعنی بیعت زیر درخت
سے اسوقت البتہ راضی ہوا اسمیں کچھ خرابی نہیں۔ قاضی صاحب اسکی
مثالیں بھی لکھتے ہیں اور نظیریں بھی دیتے ہیں۔ وہ آپنے چھوڑ دیں میں
اپنی طرف سے لکھتا ہوں کہ سورہ فتح میں خدا فرماتا ہے کہ اے محمد جب لوگوں کو
دین میں داخل ہوتے دیکھتا ہے تو اپنے رب کی تسبیح کر۔ پس کیا اس سے یہ
ثابت ہوتا ہے کہ جو داخل اسلام ہوئے وہ سب مومن ہیں منافق کوئی بھی نہیں
یا کوئی مرتد نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن شریف میں جا بجا منافقین و مرتدین کی
خبریں ہیں کہیں انکو حق سبحانہٗ خشب فرماتا ہے۔ جو شاید آپکے شجر فرزعہ
و نخل رطبہ میں سے ہو۔ جو آپنے مضمون توریت و انجیل سے بکمال ناز کرکے
نکالا ہے۔ بعض وہ بیندار وکے دو دو تین تین حال مرقوم ہوتے ہیں اور
وہ زیادہ کفر میں پڑگئے۔ آپ جانتے ہیں کہ جہاں ایک شخص
تراض فرماتے ہیں

جو باعثِ حصولِ خوشنودی خدا یا وصولِ جنت ہو تو کلّہ فریقین میں بھی

ہو سکتا۔ آپ کے نزدیک شاید جو مسلمان ایمان لایا یا کچھ چند روز عمل نیک بھی کیا وہ جیتے جی جنتی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا اسکا اجر اور طرح دے سکتا ہے مدار خاتمہ پر ہے۔ آغاز پر لحاظ نہیں۔ اور چونکہ یہ بعضی خطائیں خلفاء ثلاثہ سے وقتِ تخلفِ جیشِ اسامہ سے ظہور میں آئیں اسوقت وحی قرآنی منقطع ہو چکی تھی۔ اسواسطے آنحضرت نے تو فرمایا کہ جو لشکرِ اسامہ سے پھرے گا خدا اسپر لعنت کرے گا اور مانع دوات و قرطاس کو بھی حجرہ سے نکالدیا۔ **لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ** کے تحت میں قائل لیکچر کو داخل کیا مگر قرآن شریف میں آیہ اس مضمون کا نہ آیا۔ اگر سب باتوں کی تفصیل قرآن شریف میں ثابت کرو۔ تو خیر ناراضی کی تصریح علی العموم شاید شیعہ بھی دکھلا دیں۔ باقی آپکے تعریفوں کا جواب شیعانِ تبرائی کے پاس بہت کچھ ہے۔ چاہیے جسقدر زبانی سنئیے یا رد و تحفہ وغیرہ دیکھیے۔ مختصر یہ کہ عموماً بعض ایمانداروں کی مذمت بھی قرآن شریف میں آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ منافقین و مرتدین علمِ الٰہی میں داخل اہلِ جنت شامل آیات فضیلت نہیں ہیں۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ**

وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

دیکھو مومن خاسر بھی ہوتا ہے اور شیعہ جو ظالمین اہلبیت کے باب میں دو تین قول بظاہر مختلف رکھتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ منافق تھے کوئی مرتد عن الحق بتلاتا ہے۔ بہت صرف دربارہ خلافت تقصیر وار بتلاتے ہیں سو یہ سب قول بہ نسبت علم الٰہی ایک ہیں گو ظاہر میں کچھ اختلاف رکھتے ہوں باطن میں مآل تب بھی ایک ہے۔ اور نیز ہر سہ اقوال پر علمائے شیعہ غاصبین فدک و خلافت و منکرین فضیلت اہلبیت کا خاطی ہونا ثابت کرتے ہیں یہ نہیں کہ بسبب ان تین قولوں کے غاصبین خلافت کی بدنامی میں کسیکو تردد ہے آپ ان اقوال کو مختلف سمجھتے ہیں۔ اور علماء شیعہ انکو بطور حیرانی و پریشانی نہیں بیان کرتے بلکہ ہر طرح پر ہر ایک صورت کو مانکر اپنا مطلب ثابت کرتے ہیں۔ اس سے قطع نظر جو قول جس عالم کا ہے وہ اپنے مذہب منصور کو بطور خود دلائل جداگانہ سے لکھتا ہے آپ انہیں تمیز نہیں کرتے۔ ملا کاشانی کی تفسیر سے تو قاضی صاحب کے مذہب پر ایراد لاتے ہیں اور قاضی صاحب کے قول سے تفسیر مجمع البیان کے مذہب پر اعتراض فرماتے ہیں

سلہ اگرچہ یہ قول نہایت ضعیف و بعض بیجا ولیج کے ہیں چنانچہ کتاب ادلۂ فریقین میں بھی چھپا ہے کہ آخوند مجلسی نے بطور مقابلہ یہ لکھا ہے ۱۲ منہ

یہہ بات مناظرہ کے شایاں نہیں بلکہ خود آگے جاکر کافر و منافق کا ایک
حاصل بتلاتے ہو۔ ای صاحبانِ اور اک ذرا غور کیجئے اور داد دیجئے کہ جبکہ ملا
کاشانی و صاحبِ حملۂ حیدری غیر شیعہ ہیں تو یہ تفسیریں اور باتیں جو
حضرت میر صاحب انہی نقل فرماتے ہیں یا تو ان صاحبوں کے نزدیک کچہ جواب
رکھتی ہونگے جو انہوں نے اپنی محل پر انہیں کتابوں میں انکو تصریح لکہا ہے
اور اگر انکا یہ عین مذہب ہے تو سب شیعہ بدخواہ صحاب ثلاثہ نہوے۔ جیسا
میر صاحب تمہید میں ارشاد کرتے ہیں۔ پس میر صاحب کو مناسب تھا کہ
انکی باتوں کا جواب بعینہ نقل فرماتے نہ یہہ کہ اپنی موافق اقوال ہر ایک کے
لکھدی تحقیق سے غرض رکھی۔ یہ باتیں شروع مناظرہ میں مروج تھیں۔
اب جو باتیں منقح ہوگئیں انکی شاید میر صاحب کو اطلاع بھی نہیں امید کہ
رسالہ مناظرہ مطبوعہ سوسائیٹی مناظرہ جو دہلی میں چھپا ہی ملاحظہ فرماویں۔
اور سنئے کہ میر صاحب بتقلیدِ اکابر عام سے خاص مطلب یعنی فضیلتِ
ثلاثہ ثابت کرتے ہیں اور شیعہ خاص حرکات و خطایای خلفاء ثلاثہ سے ان
آیاتِ فضیلت کو مخصص سمجھتے ہیں سو یہ قریب القیاس ہے کیونکہ قرآن
کو موجوداتِ خارجیہ سے ملائیں نہ معانی ذہنیہ قرآنیہ سی موجودات کا

ثبوت سمجھے مشکل یہ ہی کہ خود سُنی لوگ اصحابِ رسول اللہ سے خلفاء ثلاثہ
ہی مراد سمجھکر دائرہ تعدادِ صحابہ کو مختصر کرتے ہیں۔ اور تقصیر کی تہمت
شیعوں کے سر پر دھرتے ہیں۔ حالانکہ شیعہ محیط دائرہ صحابہ کو وسیع
بتاتے ہیں۔ فقط تین چار نفس کو صحابی نہیں کہتے۔ یہہ آپ کے
۲۲ صفحہ کے جواب میں عرض کیا گیا بالجملہ آپ یہ تقریر فرماتے ہیں کہ
چونکہ صحابِ ثلاثہ ان آیاتِ فضیلت میں بطورِ عام شریک ہیں اسلئے بعد
ازیں برے کام ایسے لوگوں سے ظاہر نہیں ہو سکتے یا وہ کام یعنی انکارِ قلم دوات
تخلّف از لشکرِ اسامہ و غصبِ خلافت وغیرہ اور تفویضِ قلمدان بمروان
شیطان طریدہ رسولِ رحمان و راندہ شیخان کچھہ ایسے برے کام نہونگے
اور شیعہ یہ کہتے ہیں کہ یہ آیات عام ہیں باقرار سنّیان جیساکہ آپ
بھی صفحہ ۳۰ میں حاشیہ پر لکھتے ہیں خاص صحابہ باایمان کے لئے ہیں
جنکا خاتمہ بخیر ہوا یا جو فاسق فاجر خیر دم تک نہوے اور خلفاء ثلاثہ کا
حال خصوصاً شروع و اپسی لشکرِ اسامہ سے آخر تک ظاہر ہے کہ اہلبیت
رسول سے کیا کیا۔ بیچارہ زبیر کی تلوار توڑ دی۔ حضرت فاطمہ خاموش
ناخوش گئیں۔ سعد بن عبادہ کو مار کر نکال دیا۔ تشئید المطاعن میں ان

صاحبوں کا اعمالنامہ شاید آپ کو کافی ہو۔ ہرگز آپ اس بابت میں کسی
شیعہ کی کتاب کا اعتماد نہ کیجیے۔ اپنی صحاح کے سوا کچھ نہ لیجیے۔ بدیہی بدیہی و
تواترِ معنوی پر عمل فرمائیے تب آپ ہی ان آیتوں کو خاص مانینگے۔ یہود کی
برائی سے حوارئین کو خاص جانینگے نہ حوارئین کی عموم فضیلت سے یہود کا
آنحضرت کو بھی اچھا سمجھو گے۔ شاید آپ کو نصِ خلافتِ امیرؑ میں شک ہو تو
اس صورت میں شاید آپ کو اسلام کی بہت ہی تھوڑی باتوں کا یقین کرنا
پڑیگا۔ عبداللہ بن سبا کا طعن آپنے ایسا کیا کہ ہمکو آپکی چالاکی اور جھوٹ کا
یقین کامل ہو گیا معلوم ہوا کہ آپ بھی مثل صاحبِ تحفہ دروغ گوئی کو
برا نہیں جانتے۔ بھلا جناب میر صاحب آپکو خدا ہی کی قسم ہے کہ ذرا نسبت
مذہب شیعہ کی ابن سبا کی طرف معتمد دلائل سے ثابت تو کریں۔ ابن سبا مردود
کو شیعہ ہمیشہ سے برا جانتے ہیں کہیں انکی توثیق تو دکھائیے۔ حضرت امیرؑ نے
اُسے قتل کیا اور اسکی لاش جلا دی۔ آپ انکی ایک روایت تو بتلائیے کہ
شیعوں نے قبول کی ہو۔ اگر آپ ثابت کردیں کہ ہم شیعہ لوگ عبداللہ بن سبا
کی پیروی کرتے ہیں تو ہم اب سُنّی ہوتے ہیں۔ ورنہ جھوٹے کے مُنہ میں کیا۔
اور اُسکے جھوٹ سکھانے والے پر ہزار لعنت عام بیش باد۔ اور جناب امام

مہدی علیہ السلام کے پاس جو صحیفہ یا قرآن شریف شیعہ بتاتے ہیں۔
وہ فقط یہ متن قرآن نہیں جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ بلکہ اگر وہ قرآن شریف
جمع کیا ہوا ہے تو سورتوں کی ترتیب اُسمیں یہ نہیں بلکہ اقرا اول ہے
اور شاید وہ بطور تفسیر کے مُحَشّی ہو۔ اسمیں کیا طعن ہے۔ اور امام کی غیبت
اور وجود میں جو شبہہ و مضحکہ کیا ہے سو تعجب ہے کہ ستقصا نہیں دیکھی
ورنہ ضرور ہوش جاتے رہتے۔ حضرت اب نوبت ہے کہ بعضے بعضے سُنّی
مُتعصف بھی صاحب العصر والزماں کے وجود باجود کے انکار میں توقف و
تامل کرتے ہیں۔ تمھارا جو دل چاہو سو کہو۔ لیکن ہم خوب جانتے ہیں کہ
انہیں باتوں نے اس تکرار کو زیادہ بڑھایا ہے اور تعصب زیادہ کیا ہے
اشعار سے جو آپ جابجا اپنی کتاب کو زینت دیتے ہیں۔ دینی باتوں میں
طلاقتِ لسانی یا مُفت بات بنانی کچھ لطف نہیں آگے آپ جانیں
یہ کون نہیں کر سکتا۔ مگر دھوکا دینا منظور نہیں۔ ورنہ شاعری میں تو
شیعہ کم نہ نکلیں گے۔ اے حضرت مضامین سچے چاہئیں۔ نہ تقریر کی خوبی
اور عبارت کی اسلوبی۔ مگر الحمد للہ کہ اسمیں بھی شیعہ ہارے نہیں پھر
آپ صفحہ ۲۲ کے خیر سے ۲۴ تک ایکدفعہ دخل و الٰہمہ مُفت چاہتے ہیں

اور مولوی علی بخش خانصاحب کے نقل سے روایت وضعہ کلینی کی
سناتے ہیں۔ اُن سے کوئی صفت عثمان غنی صاحب کی نہیں نکلتی۔ اور
نہ کوئی شیعہ یہ اعتراض کرتا ہے جسکا آپنے جواب دیا۔ بعد ازاں جو
حملہ حیدری سے لکھا ہے وہ کوہ کندن و کاہ برآوردن کا معاملہ ہے۔
صحابہ کی فضیلت کا کون قائل نہیں۔ یا یہ کون کہتا ہے کہ خلفاء ثلاثہ سے
کوئی نیکی نہیں ہوئی بلکہ آپ خود ان باتوں کو شیعوں کے ہاں سے نقل کرتے
ہیں مگر بات وہی ہے کہ بعض شیعہ بنظر بدمآلی ان آیات کو خواہ بطور نفاق
عام یا ارتدادِ مطلق یا ظلم بر اہلبیت و غصب فدک و خلافت وغیرہ امور متشبہ
مفید بحالِ ثلاثہ نہیں جانتے۔ آپ ناحق وقت ضائع کر کے حملہ حیدری
سے اس بیعت رضوان کو ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر حملہ حیدری جیسی
تواریخ سنیہ سی شیعہ اپنے مطالب کو لکھیں تو جناب تحصیلدار صاحب آپ ہی بطور
سچ فرمائے کہ کیا کچھ مرقوم نہیں۔ خیر بندہ ہر جگہ قلم کو روکتا ہے شاہ جیو
صاحب اپنی عیب پوشی کے لئے تو تاریخ کا مطالعہ ہی تحفہ مسروقہ میں منع
فرما گئے ہیں۔ حضرت امام مہدی کے باب میں جو آپنے ڈاک کا رستہ پوچھا
ہے تو علاوہ اثبات صاحب تقصا کے نیاز مند درگاہ الٰہی یہ عرض کرتا ہے

بھلا اگر کوئی عیسائی آپ سے حضرت خضر و الیاس کا پتا پوچھے تو آپ کیا
بتا سکتے ہیں۔ سیکڑوں جزائر و مقامات دنیا میں غیر معلوم ہیں ذرا علم
جغرافیہ سے واقف ہوجئے۔ افسوس آپ امام ہمام کا نشان تو جاننے کے
لئے پوچھتے ہیں۔ حالانکہ کوئی پوچھنے کی بات نہیں ناحق آپ کو اس جگہ
طعن و تشنیع کر کے ذرا دل خوش کرنا منظور تھا۔ ورنہ آپکی تسکین و
تسلی کے لئے تو امام کے خادم ہر جگہ خصوصاً لکھنؤ و دہلی میں بعون اللہ
تعالیٰ موجود ہیں۔ آپ تشریف لاویں۔ اور جلسہ ٹھیراویں اور جو چاہیں سو
آپ اعتراض کریں اور دریافت فرماویں۔ پانچویں آیت جو آپ نے
لکھی ہے۔ اگرچہ نفس آیہ سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ خلاصۃ المنہج سے جو لکھتے ہو
اس سے بجز اختلاف خلیفۂ اول و دوم کے در باب اخذ فدیہ یا گردن زنی اور
کیا معلوم ہوتا ہے۔ سو آنحضرت سے بھی مخالفت پائی جاتی ہے بلکہ یہ جو
اس میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو کوئی سوائے
خلیفۂ دوم و معاذ کے نہ بچتا۔ اس بے تحقیق روایت سے فوقیت معاذ کی خلیفہ
اول پر بھی لازم آتی ہے۔ دوسرے آنحضرت پر تفوق خلیفۂ ثانی پایا جاتا ہے
اسمیں فضیلت کیا ہے۔ رہا بدری ہونا سو ذرا ان صاحبوں کا معلوم ہی ہوگا

maablib.org

پس بدری کس طرح ہوئی جبکہ جنگ بدر سے بدری ہی ہوئے۔ علاوہ ازیں وہ حدیثِ مقبول جامع الاصول وغیرہ کی آپ کو یاد ہی ہوگی کہ آنحضرت نے شہدائے بدر کے لئے دعا کی۔ اور فرمایا کہ یہ ہیں جنہوں نے میرا ساتھ دیا۔ خلیفہ اول صاحب نے کہا کیا ہم ایسے نہیں۔ ارشاد ہوا کہ لَا اَدْرِیْ مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِیْ یعنی میں نہیں جانتا کہ تم بعد میرے کیا بدعت کروگے۔ اور کل اہل بدعت کے لئے حکم دخول فی النار بھی آیا ہے۔ پس آپ کے صحابہ اگر بدری ہوتے تو آنحضرت یوں کیوں فرماتے پھر آخری مرض میں لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْ جَیْشِ اُسَامَۃَ کا تیر کیوں چلتا۔ آپ کہینگے کہ یہ حدیث ہے مقابلہ میں آیت کے میں کہتا ہوں کہ آپ آیتوں کی تفاسیر میں روایات بلکہ حکایات و نقلیات نقل فرماتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے علما خود پکارتے ہیں کہ مفسرین میں بے تحقیق روایات لکھنی کی وبا بہت پھیل گئی ہے۔ اخیر آپ حملہ حیدری تک کے باتوں سے سند لاتے ہیں اور آپ کے شاہ جیو صاحب تحفہ مطالعہ تواریخ سے منع فرماتے ہیں آیہ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ آہ سے

اگر مراد ایمان والے ہیں تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ مردوں میں جناب
امیر اوّل ایمان لائے اور عورتوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ مومنہ اوّلے
ہیں۔ اور ہجرت پہلی دفعہ وہ ہے جو حضرت جعفر طیار وغیرہ نجاشی بادشاہ
حبشہ کے پاس گئے۔ آپ کے ثلاثہ دونو گروہ میں کہاں ہیں۔ یہانتک
میں لکھ چکا تھا کہ خدا نے میری مراد پوری کی یعنی جناب میر صاحب بہادر
صاحب کتاب و اسطے ملاقات سید احمد خان صاحب بہادر کے دہلی میں تشریف
لائے۔ اکتوبر ۱۸۷۱ء کی آخری تاریخیں تھیں جو بندہ کو انسے نیاز حاصل ہوا۔
اوّل ملاقات میں مولوی الطاف حسین صاحب پانی پتی بھی موجود تھے۔
انہوں نے صاف کہا کہ کتاب آیاتِ بینات بہت مدت ہوئی میں پہلے لکھ چکا تھا
اب میرا اعتقاد موافق اس کتاب کے نہیں۔ فقیر نے پوچھا کہ ملا عبداللہ
صاحب کون صاحب ہیں اور انکی کتاب اظہار الحق کہاں ہے۔ فرمایا کہ
مینے تحفہ وغیرہ سے یہ کتاب لکھی تھی جسطرح جھوٹ سچ اسمیں سے مینے لکھدیا
غرض صاحب تحفہ کی سرقہ اور دروغ بفروغ کا اقرار خود بخود کیا۔ اور
انکے باپ ولی اللہ کو خارجی کہا اور بہت برائی سے دونو کا نام لیا۔ کتاب
ازالۃ الخفا کو ازالۃ الخلافہ عن الخلیفۃ الرابع بتایا۔ جب انکی یہ بے اعتقادی

علمائے سنیہ کی طرف سے ظاہر ہوئی تو مجھکو تعجب ہوا۔ اور کہا کہ یہ کتاب مبنی
کہیں فحش و خست نہیں کی اور کم ظاہر کی ہے۔ تمھاری بابت کس طرح کہی۔
غرض مذہب سنی سے نفرت ظاہر کی۔ مگر شیعہ ہونیکا بھی دم نہ بھرا۔ پوشاک
وغیرہ سے گو رجحان بطرف نصاریٰ پایا جاتا تھا۔ مگر ظاہرداری کا کچھ
اعتبار نہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ جب اسلام کا یہ حال ہوا تب یہ مذہب احمدیہ
(یعنی سید احمد خانصاحب بہادر کا مذہب) جاری ہوا۔ اور کہا کہ جسوقت
سید احمد خاں صاحب کے اعتقادات دربابِ نبوت جاری ہو گئی تب کچھ
حاجت امامت کی نہ رہیگی۔ انہی دنوں میں مشتاق چار دفعہ میر صاحب مخدوم
اور جناب مولوی سید احمد خانصاحب بہادر سے ملا۔ اخیر جلسہ میں میر صاحب نے
یہ فرمایا کہ میں بجز ایک مسئلہ جزئی یعنی کلا گھونٹی مرغی کے کھانے سے سوا
سب مسائل میں سید احمد خانصاحب کا پیرو و متفق ہوں۔ اور سید صاحب
کے روبرو یہ کہا کہ بعض مطاعن شیعہ کا جواب پہلی کتابوں اور اصول مقررۂ
اہلِ سنت سے ممکن نہیں ہاں آپنے (یعنی سید احمد خاں صاحب نے) جو نئے
اصول قرار دئے ہیں انکے موافق جواب ہو سکتا ہے۔ سو ان اصولِ احدیث کا
نتیجہ حال بعد کو ایک خط مطبوعہ نجم الاخبار ۱۶۔ فروری ۸۳ء سے ثابت ہو گیا کہ

maablib.org

جناب میر صاحب کی طرف سے بخدمت مولوی سید صاحب بہادر ہے۔
آئیں میر صاحب اُن اصولوں کو پوچ و لغو بتلاتے ہیں۔ اور صاحبِ
منتہی الکلام کی دروغ گوئی سید صاحب سے بیان کی۔ اور صاحبِ
مجمع البیان کی تعریف کی۔ اور یہہ کہا کہ یہ کتاب بوقتِ تقریر پیشِ نظر
رکھنے کے قابل ہے۔ اپنی کتاب المجتبہ والشوق کا شوق بھی بالکل کافور
بتلایا۔ غرض جب مینے یہ حال دیکھا تو صاف کہا کہ میری سمجھ میں نہ آیا۔
آپ کیا ہیں۔ سید احمد خانصاحب بہادر نے فرمایا کہ میں ولایت انگلستان
میں ہو آیا۔ اور بڑے بڑے عمیق سمندر دیکھے سب کا حال کچھہ معلوم ہوگیا مگر
آپ کا بھید یعنی سید مہدی علیخاں صاحب کا حالِ دل دریافت نہوا۔
گفتگوئیں تو بہت ہوئیں۔ اور باتیں رہیں۔ مگر جناب میر صاحب ممدوح کو
کچھ بھی اسطرف متوجہ نہ پایا۔ اب وہ بندہ کے ذہنِ ناقص میں نہ سُنّی ہیں نہ
شیعہ نہ عیسائی بلکہ شاید حرارتِ اسلام بھی کچھ ہو۔ سید احمد خانصاحب کے
مذہب پر بھی غایت بحضورِ امامِ جامع مسجد بندہ کے روبرو افسوس ظاہر
کرتے تھے۔ اس سے اور بھی زیادہ تعجب ہوا کہ جسکے مرید اسکی بھی تردید۔
غرض میر صاحب نہایت صاف و بے تکلف مرد ہیں۔ اور میں اُنکی وضع کو

بھی ناپسند بالکل نہیں کھتا۔ لیکن شائد مذبذب و بے حرارت ہو گئی ہیں

اگرچہ سُنّی انکو اچھا نہیں جانتے۔ مولوی سید احمد علیصاحب واعظِ بازار دہلی

زبانی خواجہ ضیاء الدین صاحب کے فرماتے تھے کہ پہلے سید مہدی علیصاحب کو

حرارتِ اسلام بھی اب وہ تنصر کیطرف راجع ہیں۔ پہلے سید احمد صاحب کو

روکتے تھے اب انکے مطیع ہیں۔ قصہ کوتاہ یہ سب حالات دیکھکر اور دونو

سید صاحبوں یعنی پیر و مرید کی باتیں سُنکر میرا قلم آیاتِ بینات کی

تردید میں سُست ہو گیا۔ چند عرائض جو میر صاحب کی خدمت میں ارسال

ہوئے تھے اور وہ چھپ بھی گئی ہیں میر صاحب کنجد متمین پیش کیے گئے۔

سید احمد خان صاحب نے دیکھکر پھاڑ ڈالے۔ اور تعجب یہ ہے کہ باوجودیکہ

اُنمیں آیاتِ قرآنی بھی ہیں پھاڑ کر اُگالدان میں ڈالدی۔ پس صورت

میں آیاتِ بینات کا جواب کیا لکھوں۔ مگر پھر مختصراً عرض کرتا ہوں کہ

آیاتِ بینات میں جو بعض آیتیں محض فضیلتِ صحابہ پر دلالت کرتے ہیں

وہ کچھہ سُنیوں کو سود مند نہیں۔ نمازیوں اور زکوٰۃ دینے والوں اور

مومنین و مسلمانوں کی تعریفیں قرآن شریف میں جا بجا مذکور ہیں۔

پس یزید وغیرہ اور اُسکا باپ بھی نمازی کلمہ گو تھا۔ وہ بھی ان آیات مجملات

میں شامل ہو جائیگا۔ استغفراللہ۔ غرض آپ خود قائل ہیں کہ یہ آیات مجمل ہیں مفصل نہیں۔ اور ۳۲ صفحہ کا حاشیہ آپکے اِن سب خطابات کو خاک میں ملا چکا۔ پس اب میں کیا لکھوں۔ آیۂ غار میں صاحب کا لفظ کچھ فضیلت پر نہیں دلالت کرتا۔ اجی صاحب عرب کا کلام دیکھئے گھوڑے کو بھی اسوار کا صاحب کہا ہے۔ حریف کے معنوں میں یہ لفظ جا بجا آیا ہے۔ منتخب عربی تو اونیٰ طالب علم مدرسے نے بھی پڑھی ہوگی۔ وہی کتاب میری دعوے کی گواہ ہے۔ یہ جو لکھا ہے کہ قرآن شریف میں لفظ صاحبِ سجن یعنی قید خانہ کی منسوب ہے یہ کچھ غلط بھی ہے۔ اور کچھ مفید بھی نہیں۔ سورۂ یوسف میں صاحبین کا لفظ حقیقت میں مضاف بطرف حضرت یوسف بے شک ہے مگر حقیقی مضاف الیہ یعنی لفظ یوسف محذوف ہے۔ اور بجائے مضاف الیہ لفظ سجن واقع ہوا ہے جو اصل میں ظرفِ مکان ہے مگر آیۂ مسطورہ میں مضاف الیہ واقع ہو گیا۔ اس بحث سے سنی و شیعہ کسیکو کچھ فائدہ نہیں۔ یہہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ جہاں مومنین کے لئے سکینہ آیا ہے وہاں آنحضرت کو شریک مقدم و افضل رکھا ہے۔ بخلاف آیۂ غار کہ اگر اسمیں علیہ کی ضمیر

جنابِ خاتم النبیین کیطرف پھرے اور صاحبِ فی الغار کیطرف پھیری
جاوے تو آنحضرت سکینہ سے خالی رہ جاویں۔ اور جنابِ میر صاحب نے
جو دوسری میں انزلنا علیھم کی ضمیر تمام مومنین کیطرف بلحج تبلائی ہے
اُسمیں جنابِ رسالت مآب بالاولیٰ شریک ہیں۔ بخلاف آیۂ غار کہ یہاں فقط
لفظ علیہ ہے۔ ایک ضمیر جسطرف ہمت چاہے پھیر لو۔ ایسی آیت تبلاے کہ
جہاں فقط مومنین پر بغیر آنحضرت کے سکینہ نازل ہوئی ہو۔ اور اگرچہ
حضرت رسولِ خدا نے اپنے مصاحب ابوبکر کو لا تحزن ان
اللہ معنا کہا لیکن اصل میں مقام خوف حضرت رسول مقبول
ہی کو بہت تھا۔ باقی بحثیں اس آیہ میں انہیں سے ہوئیں کہ صاحب
مجمع البیان نے ازراہِ انصاف شیعوں کی ابحاث و تقاریر سے اغماض
فرمایا۔ اس آیت سے کوئی ایسی خاص بزرگی نہیں ثابت ہوتی جس سے صریح
سب عیب سترہو جاویں بلکہ پھر اجمال ہی ہا سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ
مقامات میں خلیفہ اول صاحب اور انکی حمایتوں نے یہ تو بطور استدلال
کہا کہ خلیفہ قریش میں سے ہوگا۔ اس آیتِ غار سے یہ مضمون نکالا جیسا کہ ہینی
تک بنی ہاشم و جناب سیدہ معصومہ کو یہ آیت نہ سُنائی حضرت علی اور

باقی ائمہ معصومین نے اسکو نہ مانا۔ محمد بن ابی بکر نے ان فضیلت کو درست و
صحیح نہ جانا جو ہمیشہ شیعہ رہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے زید کا نام کلام
مجید میں آیا ہے وہ متقی تھا۔ اسلئے بہتر تھا کہ وہ خلیفہ ہوتا چنانچہ ہمارے گو
اسی لحاظ سے خلفاء ثلاثہ کا سردار بھی بنایا تھا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے
باایں ہمہ دعوائے انصاف زید بن اسامہ کو اہلبیت میں شمار کیا ہے حالانکہ
وہ اولاد میں آنحضرت کے ہرگز متصور نہیں ہو سکتا کیونکہ انکی زوجہ زینب سے
حضرت نے نکاح کیا۔ اگر سنی لوگ عائشہ کو اہلبیت میں داخل سمجھکر انکی عصمت کے قائل ہوں تو انکی
زبان درفشاں سے خلافت انکے باپ ابی بکر کی بالتصریح ثابت کریں تو کیا
دخترِ معصومہ کا قول باپ بزرگ کے حق میں تھوڑا ہے۔ لیکن عظمت آگے
بی بی عائشہ از جنگِ جمل معلوم۔ مولوی سید نذیر حسین صاحب نے جو
کتاب دراسات اللبیب لاہور میں چھپوائی ہے اسمیں بدلائل خوب
ثابت کیا ہے کہ جنابِ معصومہ مخدومہ اور ائمہ اثنا عشر ہی امتِ محمدی میں
معصوم ہیں۔ باقی سب اصحاب بھی صاحبِ خطا ہیں گو عادل ہوں
پس امامت ثابت ہو چکی۔ مولوی سید مہدی علیخانصاحب سے میں نے
دہلی میں یہ بھی پوچھا تھا کہ ملا عبداللہ کون شیعہ ہے جسنے اظہار الحق میں

maablib.org

کفر ثلاثہ سے انکار کیا تو سید صاحب ممدوح نے سب کے روبرو فرمایا کہ جسطرح صاحب تحفہ نے جھوٹ سچ صواقع کابلی سے سرقہ کیا ہے۔ وہی مینے لکھدیا۔ اور میں اس کتاب کا معتقد نہیں رہا۔ بہت دن ہوے کہ یہ کتاب آیات بینات لکھی تھی۔ اسواسطے میرا دل اس کتاب کی تردید سے جھوٹ گیا لیکن پھر بھی کہتا ہوں کہ اگر آیۂ غار سے کچھ فضیلت خلیفہ اول صاحب کی ثابت ہوتی ہی تو مولوی عبد العزیز صاحب نے انکو مخصوص بھی نہ لکھا جیسا آئمہ اثنا عشر کو لکھا ہے۔ توریت میں صاف آیا ہی کہ اولاد موسیٰ مع بارہ رئیسوں کے پیدا ہوگا جسکو محمد جواد سا باطلی بھی ائمہ اثنا عشر سے مراد سمجھتا ہے۔ الغرض جو آیۂ میں انصار و صحاب نبی و مومنین و نمازیوں و زکوٰۃ گزاروں کی فضیلتیں اگرچہ کلام خدا میں موجود ہیں مگر سب حواریین و مہاجرین و انصار و مومنین ہمراہیین ہرگز مراد نہیں۔ ورنہ ہر ایک اپنی عدم ارتداد اور صحت ایمان پر دلیل لاتا حالانکہ یہ فیصلہ ہو چکا کہ بجز وصیین بعد نبی کوئی معصوم و محفوظ نہیں۔ اگرچہ زوجہ موسیٰ یوشع بن نون سے لڑی ہو اور دعوی کیا ہو۔ مگر خطاوار سمجھی گئی پس معصوم کے مقابلہ میں جو مخالف ہے وہ خاطی ہے۔

اگرچہ خطا باصرارِ ظلم وجفا ہی تو اُس خاطی کا مرتبہ گناہ میں بعض کافر سے بھی زیادہ ہو سکتا ہی۔ اور فضیلت تو کجا۔ حملۂ حیدری کی تعریف جو مجتہد العصر صاحب کی زبان سے نقل کی ہی۔ اُس سے ہر ایک روایت کی تصدیق لازم نہیں آتی۔ ورنہ سُنّی صاحبوں کو بھی بکمال مشکل پڑیگی۔ زیادہ بریں نیست کہ کثرت پر حمل کیا جائیگا۔ اگرچہ ان نقلیات سے بھی کچھہ اصلِ مذہبِ شیعہ کو صدمہ نہیں پہنچتا کیونکہ صاحبِ حملۂ حیدری کے نزدیک بھی اِن روایات سے کچھہ فضیلت ابی بکر کی ثابت نہیں ہوتی۔ گو شیعوں میں درباب منشاء ونیت وصورت مذمت ثلاثہ کسیطرح کا اختلاف ہو لیکن اصلِ مطلق اُس برائی میں اُنکی کیا اکثر متفق ہیں۔ پھر آپ کو ان مورخین اور عالموں کے اختلاف سے کیا فائدہ یہ اختلاف کچھہ نئی بات نہیں۔ وہ کونسی زمین ہے جہان آسمان نہیں ذرا گریبان میں منہہ ڈالکر دیکھیے شعر ہزار حیف کہ مارا شکایت نیست وگرنہ قصۂ جورِ ترا نہایت نیست ٭ مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام کی نسبت دروغ گوئی کا اقرار آپ وبرو سید احمد خانصاحب بہادر کرچکے ہیں۔ اور قطع نظر اسکے انکی دروغ گوئیاں وہفوات بیہودہ سرائی

میں کیا شک ہے۔ نواب محمد فضل اللہ خانصاحب برادر منشی امّو جان
صاحب اسکی قائل ہیں۔ منشی محمد ذکاء اللہ خانصاحب ہیڈ ماسٹر نورمل
سکول دہلی انکی ایک نقل حاجی احمد جانصاحب سے بحث کی کہتے تھے کہ
مولوی حیدر علیصاحب کی تحریر میں طول فضول بہت ہے۔ بالجملہ خانصاحب
سبحان علیخاں منشی تھے تسپر بھی شید المتکلمین کو بھلا دیا۔ یہ سب جانتے
مانتے ہیں لیکن البتہ خدا جھوٹ سے بچاوے۔ کچھ مکر و فریب صاحب منتہی الکلام
میں آگئی۔ سبب یہ کہ منشی صاحب صاف راستباز پہلوان میدانِ مناظرہ
تھے۔ اور مولوی حیدر علیصاحب بڑے پہنچیت۔ چنانچہ انکی تحریرات
سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجادل و مکابر کون ہے اور مناظر کون۔ سبحان
علیخاں دیدہ و دانستہ کسیکو غلطی میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ اور اسطرح اور
مجادلین شیعہ بطورِ خود حق پر نبھائے ہوئے بخلاف صاحب منتہی الکلام
وغیرہ کہ دیدہ و دانستہ پیچیدہ گفتگو کرتے ہیں۔ انکی چالاکی اور کود
اُچک اور بھاگ دوڑ خود شوخیٔ قلم سے ظاہر ہے۔ اور رشید الدینخان
صاحب وغیرہ بعض مطاعن تحریراتِ شیعہ سے آنکھہ چھپاتے اور دل چُراتے ہیں شاید
اس سبب سے کہ منصبِ معترض و منکر کا بڑا ہے۔ باقرار مولوی حیدر علیصاحب اہلِ حق صاف

ہوتے ہیں اور باطل ہمیشہ دغا و فریب کرتا رہتا ہے اسلیئے مولوی حیدر علی صاحب
نے نور الدین فرضی کے بہانے سے خانصاحب اور مجتہد العصر صاحب میں تکرار چاہا۔ اور
طرح طرح سے خانصاحب کو تردید منتہی الکلام سے باز رکھا اور فرضی تقریرات و
تحریرات سے اپنے تئیں بچایا۔ اور کچھہ کوئی بات قابل اعتماد خانصاحب سے
حاصل نہیں کی چنانچہ مولوی حیدر علی صاحب کی مکاتیب مطبوعہ فرخ نگر نہی سے بعضی
بتامل ظاہر ہو سکتا ہے۔ بلکہ خانصاحب کی کمال متانت ظاہر ہے وہ توقع ہے انصاف
نکلتا ہے کہ غائبانہ حال مرزا ظاہر فرماتے ہیں مرزا صاحب کو بار بار الزام دیتے ہیں مگر کیا کیجئے وہ
بہانہ نور الدین فرضی کا صاحب منتہی الکلام کے ہاتھہ میں خوب تھا۔ دوسرے
خانصاحب اُن دنوں نہایت ہی آگندہ بھی۔ **نعوذ باللہ من**
الحور بعد الکور امیر تھے طالب علم نہ تھی۔ علاوہ اسکے
دغا و فریب میں بڑے بڑے نبی اور امام آگئے ہیں۔ اور فارغخطی بسر سر جھوٹ ہے
جبکہ جابجا صریح کذب مولوی حیدر علی کا ثابت ہوا تو اب انکی مکاتیب پر کیا
دلیل ہی ایسی بے ثبات و ہفوات باتیں سب کہہ سکتے ہیں بھلا دلی میں
بمقابلہ مولوی محمد باقر کیوں عہدہ برآ نہوئے۔ وہاں ان ٹلیات سے کچھہ
کام نہ چلا۔ اب مدت سے بمقابلہ صاحب استقصا ایک صفحہ تک نہیں لکھا جاتا

اگرچہ اپنی معتقدین کے روبرو حسبِ عادتِ قدیمی کیسی ہی باتیں بنائیں اور اعتبار جتائیں لیکن عجز صاف ظاہر ہے۔ گو تمام محاجاتِ سنّی شیعہ جو ہنوز معرضِ تحریر میں آئیں سب بطورِ مجادلہ ہیں خواہ از روئے جہلِ بسیط یا جہالتِ مرکب ہوں۔ صحیح و تحقیق متوسط و بعین بین ہے۔ فقیر سے کئی دفعہ گفتگو ہوئی۔ پنڈت کے کوچہ میں کچھ ذکر رسالہ داہیہ فاطمہ کا جو آیا تو فرمانے لگے کہ شیعوں نے حضرت فاطمہ کو خواہی نخواہی معصومہ سطحی مانا ہے کہ در بابِ انکارِ فدک حضرتِ خلیفہ اوّل پر بخوبی طعن متوجہ ہو۔ میں نے کہا کہ معصومیت انکی تو اس باب میں کچھ حاجت نہیں۔ اگر انکا خاتمہ بخیر ہونا بھی مانا جاوے تو اعتراض بخوبی راجح ہو سکتا ہے کہ بنا بر بعض روایاتِ بخاری غضب و ترکِ ملاقات ثابت ہے جس سے خطا منکر کی یا رفضِ مُصِرَّہ کا پایا جاتا ہے۔ یہ سنکر پہلو تہی کلام بدلدیا۔ چنانچہ ایکدفعہ منشی امّو جان صاحب کے مکان پر کہ جسکا فیصلہ میر علی نقی صاحب مرحوم سے منشی محمد ذکاء اللہ صاحب نے صبح کو بمکانِ دہلی کالج قدیم قبلِ غدر یہ فرمایا کہ نہ الفت حسین ہاں راندہ مولوی حیدر علی صاحب۔ مجلوان بانی تقریر و نکی لکھنے کی مثل صاحب منتہی الکلام عادت نہیں ورنہ حال معلوم ہوتا۔ کتاب استقصا کو دیکھکر آدمی منتہی الکلام و مکاتبات کی حقیقت خوب جان سکتا ہے۔ پہلی حدیث جو لکھی ہے اسکا حال یہ ہے کہ خود میر صاحب

صاحب کتاب نے دہلی میں مجھسے سب کے روبرو فرمایا کہ حدیث صحابی کالنجوم کو اہلسنت
بھی باطل سمجھتے ہیں گویا میر صاحب موصوف اسکی بطلان کا حال کتاب استقصاء الافحام
جواب منتہی الکلام میں خوب دیکھ چکے ہیں۔ اور نیز بغور نظر تحقیق دیکھو تو صحابے سے
اقتدا کرنے کے کیا معنی جو وہ باہم مختلف رہے ہیں۔ جائز الخطا انکو سب نے
کہا ہے۔ اور رہیں۔ پھر اس حدیث کے وضعی ہونے میں کیا شک رہا صحیفہ سجادیہ سے
جو فصل فضل صحابہ میں لکھی ہے وہ سب صفات بطور قیود ہیں اور آنحضرت کے صحابہ
مقبولین میں کسکو جائے کلام ہے جو جناب مولوی میرزا محمد صاحب مغفور
دہلوی نے تحفہ کے جواب میں یہ فصل صحیفہ کاملہ سے لکھی ہے۔ صاحب تحفہ نے
انکو رسالہ میں وسیلہ نجات سمجھکر اپنی فہرست اوراد کیا ہے۔ میر صاحب صاحب
تحفہ کے قدم بقدم تصنیف کتاب میں مقلد تھے۔ مگر اب وہ غلو جانتے ہیں۔ اور انکے
باپ ولی اللہ کو صاف خارجی کہا۔ چنانچہ مولوی الطاف حسین صاحب حالی
پانی پتی بھی اس جلسہ میں موجود تھے اور خود جناب سید حسن صاحب ممدوح سے
امید اقرار بلکہ توقع تکرار اس کلمہ کفر بار کی ہے نہ مجال انکار۔ خود انکی
ازالۃ الخفا بھی ظاہر کرتی ہے۔ پانچویں شہادت جو لکھی ہے اسکا جواب صحیح
کچھ تشئید المطاعن میں دیکھ لینا چاہئے کچھ عقل سے سوچنا چاہئے کہ یہ گواہی کچھ

جاتی فضیلت نہیں بلکہ مثبتِ مذہب ہے۔ آپ نے ناحق تکلیف تحریر فرمائی
چھٹی شہادت کا مختصر جواب یہ ہے کہ یہ حدیث شیعوں کے طریق سے ثابت نہیں
اسیواسطے میر صاحب نے اسکی سند نہ لکھی سُنیوں کی بعض کتاب سے شیعوں نے
جواب لکھنے کے واسطے نقل کیا ہے پس اسکو مذہب شیعہ میں منقول صحیح سمجھنا غیر معقول ہے
دوسرے بعد تنزل بالفرض علمائے شیعہ نے جو جواب توریہ سے دیا ہے وہ ایسا ضعیف و بیہودہ
نہیں جیسا میر صاحب کہتے ہیں کیونکہ توریہ و تقیہ کے معنی یہی ہیں کہ بظاہر مخالف
کا مذہب ثابت ہو۔ اور بہ باطن اس سے مراد اپنی کچھ اور ہی ہو۔ آٹھویں
شہادت جو کشف الغمہ سے لائے ہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ تواریخ منقولہ کشف الغمہ
بھی اکثر بطورِ مخالف سمجھی جاتی ہے۔ اور معز الدین نے جو لکھا ہے کہ مضمون
کشف الغمہ مخالف موافق کی مرغوبِ طبع ہے یہ ایک عالم کا قول ہے بلا دلیل
تمام مذہب پر اس سے الزام نہیں آسکتا۔ حالانکہ ممکن ہے کہ معز الدین کا یہ
قول بنظر اکثر مضامین کشف الغمہ ہو۔ غرض تحقیق چاہیے نہ فقط تسطیر وصفِ کتاب
مجملاً کافی ہے۔ ستاویں شہادت جو نہج البلاغہ سے فلاں کی فضیلت کو لائے
ہیں۔ اس تمام کتاب میں البتہ میری نزدیک جانداری۔ لیکن اسمیں فلاں کا لفظ
موجود ہے اور جو ایک آدھی عالم کی زبانی فلاں کی تفسیر بے دلیل لکھی ہے

وہ خلافِ جمہورِ شیعہ بفائدہ۔ اگر چار مفسر بھی بے دلیل میر صاحب کے
موافق لفظِ فلاں کی تفسیر کریں تو بھی کچھ یہ مثبت نہیں۔ ہاں البتہ کتبِ
احادیثِ صحیحہ سے یہ حدیث اور یہ تفسیر ثابت ہو تو مانا جاوے۔ رہا یہ کہ شریف
رضی نے بھی یہ لفظِ فلاں لکھا ہے سو یہ ثابت نہیں اگر وہ اس خطبہ کو نہ لکھتے تو کون
ہاتھ پکڑتا۔ اور اگر بالفرض سید رضی اسکی بنانے والے ثابت بھی ہو جاویں تو
بخاری کی چوری اسی لفظِ فلاں و کذا کذا وغیرہ میں فرمایا دکریں قلیل العجب
اس روایت میں بھی موجود ہے غرض یہ روایت جناب امیر علیہ السلام اسطرح
مشہور و ثابت نہیں جیسے آنحضرت سے حدیثِ غدیر و حدیثِ تمسک و حدیثِ
منزلتِ ہارونی وغیرہ۔ پس افسوس کہ ایک روایت پر یہ غل حالانکہ اس خطبہ
کی سند ضرور دیکھنی چاہئے۔ ساتویں شہادت میں جو کشف الغمہ سے
صدیقیتِ خلیفہ اول کی ثابت کی ہے۔ یہ حدیث سنیوں کے خلاف
اُس حدیث کے ہے جو خود سنیوں کے ہاں اس سے زیادہ کئی طرق سے منقول
ہے کہ صدیق تین ہیں ایک مومن آلِ فرعون دوسرے حبیب نجار تیسرے
حضرت علی علیہ السلام اس امتِ احمدی میں اور یہ علیٰ انہیں افضل ہیں اور
حدیث کشف الغمہ میں بغرضِ صحتِ صدیق کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ

خلیفہ اول خاص تصدیق نبوت میں سچے تھے جو انکو اس بات میں سچا سمجھ
خدا انکی تصدیق نہ کرے۔ یعنی آنحضرت نبی برحق تھے۔ اور صدیق کی معنی
مصدق بھی ہو سکتی ہیں خصوصاً بطور تقیہ و توریہ صحیح۔ کیونکہ ممکن ہے کہ
اُس وقت کوئی اور نافہم موجود ہو۔ باقی تقیہ خاص امام باقر و امام جعفر علیہما السلام کا
جواب جلد دوم حدیقہ سلطانی و استقصا میں بخوبی دیکھ لو۔ البتہ وقت و موقع و
مخاطب کو امام جو توریہ تقیہ کرے وہ خوب جانتا ہے۔ ہمارے میر صاحب نے جو تقیہ
پر اعتراض کیے اس سے صاف ظاہر ہے کہ تقیہ کی معنی نہیں سُنے اور نہ سمجھے۔ اسکی اصطلاحی
معنی بمصلحت صحیح اور احتراز عن الفساد وغیرہ ہیں۔ نہ صرف اظہار خلاف حق
بخوف و جبن۔ پس آئمہ سے جو تقیہ یا توریہ وقوع میں آیا ہے تو اول
مصلحت دینی ملحوظ رہی ہے۔ نہ فقط حفظ جان خود۔ اگرچہ بعض اوقات
نبی یا امام یا مومن خالص کا وجود باعث قیام کلمہ حق ہوتا ہے۔ اور
تقیہ باظہار ممنوعات قولاً یا فعلاً راویوں کیطرف منسوب ہے۔ یعنی راویوں نے
تقیہ جھوٹ بولا ہے یا خلاف حق ظاہر کیا ہے۔ اور جہاں آئمہ کا تقیہ کیا ہے
وہاں فقط بمصلحت کتمان بخوف جان و بنا بر بقائے ایمان مومن ہے۔ پس اگر امام
بنا بر مصلحت ایمانی بنظر ابقائے کلمہ اسلام کبھی کلمات صلح ارشاد فرمادیں با

اپنے حقوق سے درگزریں یا سکوت فرماویں تو ہرگز خرابی نہیں۔ رسالہ تقیہ متحققہ علیحدہ لکھا جاتا ہے بعد ملاحظہ انشاء اللہ ثبوتِ حق میں کچھ شبہ نہ رہیگا۔ انبیا و اولیا کے اس حال کو بھی دیکھنا ضرور ہے کہ کبھی صورتِ جلال ظاہر تھی۔ کبھی سیرتِ صبر غالب تھی ؎ گہی بر طارمِ اعلیٰ نشینم ؛ گہی بر پشتِ پائے خود نہ بینم ؛ بعض دفعہ ؏ جوابِ جاہلاں باشد خموشی ؛ معمول تھا۔ کسی وقت سرکوبی اعدا دستور تھا۔ بلے ؏ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد ؛ آیاتِ بینات کی ۱۲۶ صفحہ کی آخر سطر اور آخر فقرہ سے صدیق کی معنی نسبت خلیفہ اول خود میر صاحب صاحبِ کتاب کی تحریر سے آئینہ ہوگئی۔ میر صاحب نے جو دہلی میں زبان مبارک سے فرمایا تھا کہ جو کچھ صاحب تحفہ نے لکھا میں اسکو طرفہ سمجھکر لکھدیا تھا۔ فی الحقیقت اس سے بھی اخبار کشف الغمہ مراد ہیں۔ کیونکہ شاہ صاحب تقلید خواجہ کابلی بغیر دیکھے ترجمہ کرتے چلے گئے۔ اور خواجہ صاحب گرد تحقیق نہیں پھٹکتے۔ اپنے ہاں کی روایتیں جو کشف الغمہ میں ہیں انہیں لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اگرچہ کمترین خلائق کے پاس وم تحریر بجز آیاتِ بینات جو متن ہے اور کوئی کتاب نہیں جو تحقیق سے بجز بی جواب مفصل لکھا جائے۔ لیکن یہ باتیں کبھی کی

یاد ہیں جب بغرضِ تحقیق تحفہ دیکھا تھا۔علاوہ ازیں یہ باتیں بھی
پُرانی ہوگئیں۔سب پر اصل حال مناظرہ سُنّی و شیعہ کا کھل گیا۔ اسلئے
بسط و تفصیل سے کنارہ کر کے فقط اس حاشیہ مجمل پر جو ہر منصف کے لئے
کچھ راہ بتلا سکتا ہے کفایت کیجاتی ہے نویں شہادت نکاح اُمِ کلثوم
کو جو باعث فضیلتِ خلیفہ ثانی لکھا ہے سو اسکا مُفصّل جواب سیف
صارم اُردو میں بھی مرقوم ہے۔مختصر یہ ہے کہ اصل اس روایت مدار
کہ نقلش از زبیر ابن بکار ست و خارجیوں نے یہ باتیں جوڑی ہیں ورنہ شروع
میں سُنیوں نے اسکو باعث فضیلت کیوں پیش نہ کیا۔زید اپنی والدہ کے
ساتھ کیوں کربلا میں نہ گیا۔خلیفہ جی کی اس عمر میں ایسی کم سن سے
اولاد ہونی تعجب ہے۔خصوصاً جبکہ خود عدمِ رُجلیت کا اقرار اس سِن
میں کر چکی ہوں۔پھر دلیل طلب نکاح کیا معقول ہے۔کہ اہلبیت سے رشتہ
مُفید ہے حالانکہ ایمان نہ ہو تو زبردستی رشتہ کیا مفید ہے۔بلکہ غیر مفید ہے
اور نہایت مضر۔اس طلب ہی سے تفضیل جناب امیر علیہ السلام لازم آتی ہے
جو مذہب شیعوں کا ہے باقرارِ شاہ جیو صاحب۔ واہ خلیفہ جیو صاحب
رشتہ اہلبیت سے پناہِ قیامت ڈھونڈیں اور پہلے خلیفہ دم بن بیٹھیں

کیا دلیل و لیل ہے۔ کیا خسر ہونیکا رشتہ آنحضرتؐ سے کافی تھا۔ لیکن
بیشک معلوم ہوا کہ وہ کچھ مفید نہ تھا۔ یوں تو شیخ ابو سفیان پدرِ اُمّ حبیبہ
بھی جنابِ رسالتمآب کا خسر تھا۔ ع پسرِ نوح با بدان بنشست ؀
خاندانِ نبوتش گم شد ؀ بھلا ہم پوچھتے ہیں کہ باوجود عذرِ صغرسنی بڑی
دختر سے کیوں نکاح نہ کیا حالانکہ وہ ایک سال بڑی تھیں اور وہ بھی
اُسوقت تک بے نکاح بالضرور تھیں۔ اور اسقدر پہلی عرب میں منگنی کا
دستور نہیں۔ جو کوئی کہے کہ حضرت زینب اُسوقت منکوحہ نہ تھیں۔ تو
شاید مخطوبہ ہوں۔ یعنی کہیں رشتہ ہو گیا ہو۔ اسی جواب کی تصدیق و
تحسین جناب اُستادی ملاذی مولوی قاری سید جعفر علیصاحب نے
خدا انکو دیر گاہ خوش رکھے خواب میں بکوہِ تنملہ فرمائی۔ کہ ہاں یہ گمان
تیرا صحیح ہے کہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ ورنہ بڑی دختر سے اولیٰ تھا۔ تام یہ
شبہہ پڑ گیا ہو۔ ورنہ وہ خواہرِ محمد بن ابی بکر ضرور تھی۔ اور تعجب ہے کہ
اور بھی چند لڑکیاں اولادِ جعفرؑ و علیؑ میں تھیں۔ پھر اہلبیت میں خود
حضرت اُمِّ کلثوم تو دخل نہیں جو کچھ خلیفہ ثانی کو مُمِدِ فلاح نجات ہوتی۔
اسمقدمہ میں جبکہ مومنین ہند کو خصوصاً شرم دامنگیر ہوتی ہی اسواسطے

سُنی اُمیں خیرہ چشمی اور زبان درازی کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ
آپ سید ہو کر کیفیت مطلب کو ملاحظہ نہیں کرتے کہ شوخ چشم کس طرح اس قصہ کو
بیان کرتے ہیں اور کچھ کچھ اماموں کی نسبت جوڑتے ہیں۔ حدیث
اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبَتْ مِنَّا بھی یہی محتمل ہے
ورنہ لفظِ اوّل سے اور بھی مغصوبہ پائی جاتی ہے۔ ہمارے عُلما نے اِن
روایات کو جواب دینے کے واسطے نقلاً لکھا ہے اور بفرض صحت جواب
لکھا ہے جس سے لوگ یہ سمجھ گئے۔ یا بے حیائی سے کہنے لگے کہ یہ مرویات
شیعہ ہیں۔ حالانکہ یہ بات ہرگز نہیں۔ چنانچہ سیف صارم ہی دیکھیے
فقط ایسے باتوں سے سُنیوں کو یہ منظور ہے کہ شیعہ شرم کے مارے جواب میں
کوتاہی کریں۔ مگر ستغفر اللہ اہلِ حق شرع میں کب شرم کرتے ہیں عیسائی آنحضرتؐ
کے نکاح پر جو بی بی زینب سے کیا مسلمانوں کو کیسا شرمانا چاہتے ہیں
مگر جب آنحضرتؐ نے اسکی کچھ پروا نہ کی۔ ہم کب آنکھ چُراتے ہیں اچھی
حضرت شیعو کے پاس اسکی بیسیوں جواب ہیں۔ بھلا زید جو اپنی والدہ
اُم کلثوم کے ساتھ مری جنکی نماز حضرت امام سجادؑ نے ساتھ پڑھی۔
اُسوقت زید کی عمر اُنیس سال کی کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور اگر کہو کہ ایک کم

چالیس برس کی تھی تو زید سے کہیں کوئی روایت بھی منقول ہے۔ کہیں اُسکا ذکر بیشتر بھی آیا ہے۔ تعجب ہے کہ خلیفہ ثانی کا بیٹا اور حضرت علی کا نواسہ اس عمر تک مجہول الحال رہے۔ عبد اللہ بن عمر سے سب کچھ منقول ہے۔ اور بیچارہ زید ایسا غیر معلوم۔ نہ بعد خلیفہ ثانی کچھ ماں بیٹوں کی میراث پانیکا ذکر کہیں موجود۔ آخر کچھ تو اور حال فرزند و مادر کا خلیفہ ثانی کے ساتھ مذکور ہوتا غرض بطورِ تحقیق اوّلاً اس نکاح کا ثابت کرنا سُنیوں کے ذمہ ہے۔ بعد ازاں یہ جواب سُنیے کہ صاحبو یہی جو کہو کہ حضرت امیر علیہ السلام نے انکو مسندِ خلافت نبوی پر کیوں قدم رکھنے دیا کیوں مسجد میں گھسنے پائے۔ سب نے کیوں پیچھے نماز پڑھی۔ زکوٰۃ پر کیوں قبضہ کیا۔ کیا یہ باتیں تھوڑی تھیں جو طعن نکاح اُم کلثوم کیا۔ مگر یہی کہ راجپوتوں کیطرح مومنوں کو شرما کر خاموش کریں لیکن شیعہ یہ کہینگے کہ بنظر ظاہر اسلام بنی اُمیہ و عباسیہ سے نکاح ظاہری بار نہ تھا خصوصاً جبکہ جانتے ہوں یا گمان ہو کہ خلیفہ جیو وقتِ بلوغ زوجہ تک فنا ہو جائینگے تو قبضہ مومنہ پر نہ رہیگا۔* خاص کر جبکہ خلیفہ صاحب

*یہاں حضرت سارہ کا قصہ بغور تلاوت فرما دیں کہ حضرت ابراہیم نے دیدہ و دانستہ انکو بہن بنایا اور حاکم وقت نے نکاح چاہا ۱۲

خود اپنے فانی ہونیکا اقرار کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بالفرض نکاح
بھی ہوا تو برائے نام۔ یہ بھی رشتہ غیر مفید ہی ہا۔ جیسے رشتہ حفصہ بے سود تھا
باقی یہ روایت جو لکھی ہی کہ زنِ عارفہ کا نکاح غیر عارف سے نہیں ہوتا۔ یہ حکمایت
عقد و حقیقتِ نکاح بین اللہ و بین العبد ہے ورنہ نکاح دنیاوی کی شریعت میں
فقط اسلام ظاہری کافی و وافی ہی۔ یہ جواب علمائے شیعہ کا بشرطِ وقوع بعد
فرض بسبیل تنزل ہی۔ ابو القاسم قمی فقیہ کا قول بے سند حدیثِ صحیح
چنداں معتبر اور دوسرے مجتہد پر دلیل و حجت نہیں۔ اور ابو الحسن علی بن اسمعیل
کا جواب بہت صحیح و درست ہے۔ تہذیب وغیرہ میں جو حدیثیں متضمن حال نکاح ام
کلثوم منقول ہیں وہ موافق سنیوں کے ہیں اور خود صاحب تہذیب انکو تردید کرتے ہیں
چونکہ علاوہ کتب عربی و فارسی اس مقدمہ میں کئی اردو رسالے بھی چھپ چکے ہیں۔
زیادہ اس سے لکھنا فضول سمجھا گیا۔ کیونکہ میر صاحب نے کچھ نئی بات پیدا نہیں
کی۔ وہی باتیں ہیں جنکا بار بار شیعہ جواب لکھ چکے۔ زاد المعاد سے جو بڑی لمبی
چوڑی روایت شانِ خلیفہ دوم کی شان میں لکھی ہے وہ کسی اور کتاب میں نہیں۔
اور اسیطرح ملا باقر مجلسی سے جو روایت در بابِ مذمتِ عباس و عبد اللہ نقل کی
ہے یہ سب غیر معتمد ہیں۔ عجب نہیں کہ عباسیہ کا ظلم باعثِ وضعِ حدیثِ مذمت

عباسؓ ہوا ہو۔ عبد اللہ بن عباس و عقیل سے اگر دین میں کچھ سستی بھی
ہوئی تو کیا مضائقہ ہے ایمان کو رشتہ سے کیا رشتہ ہے۔ سنیوں کے ہاں ان
دونو کا حال ایسا ہی کچھ مرقوم ہے۔ اور سینکڑوں ناگواروں کا حال جو کچھ مروی
منقول ہے وہ استقصار الافحام و کچھی دام کو سب معلوم ہے چونکہ مولوی حیدر علی
کی حمیت و غیرت کا حال سب صاحب جانتے ہیں۔ اسواسطے ایسی مقدمات میں وہ
زیادہ شور و غل کرتے ہیں۔ بھلا یہ باتیں کس مذہب میں عیب ہیں قولِ
مشہور و مذہب راجح کو دیکھنا چاہیے۔ اور تحقیق سے غرض رکھنی لازم ہے۔ حاصل
اس بحث نکاح ام کلثوم سے یہ ہے کہ حضرت علیؑ سے جو معاملہ خلفاء ثلاثہ
وغیرہ سے ہوا وہ ایسا تھا جیسا اب سلاطین باہم لڑتے ہیں۔ یا جو شاہجہان
نے اولادِ تیمور کے ساتھ کیا۔ یا جو سلوک عالمگیر نے اپنے بھائیوں دارا۔ و مراد
نامراد کے ساتھ کیا۔ پس ان جھگڑوں اور لڑائیوں کے سبب آپس میں نکاح باطل نہیں
ہوتے کیسی ہی خونریزیاں ہوں حقیقت میں بسبب قتل برادران اسلامی و
خویشان اہلِ ایمان مستحق عذاب جہنم ہو جاویں۔ مگر باہم رشتہ داری
اور راہِ شریعت ظاہری ممنوع نہیں ہوتی۔ اور چونکہ بغض و عداوت جنابِ
امیر و حضرت فاطمہ زہرا بنا بر احادیث مشہور موجب عذاب جہنم ہے اسواسطے

بعض شیعہ لکھتے ہیں کہ دشمنانِ اہلبیت و حاربانِ علی مستحق عذاب
طرح طرح کے درجہ بدرجہ ہیں کہ جنمیں سے سخت دشمن کا مرتبہ بعض غوی کافروں
سے زیادہ ہوگا ۵ دوستوں سے اسقدر پہنچے ہیں صدمے جان پر یہ دشمنوں
کی بھی عداوت کا گلہ جاتا رہا۔ اب کمترین اس رسالہ کو ختم کرتا ہے اور یہ عرض ہے کہ
پانچ چار جلسوں میں جو کل چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں اتفاقاً تحریر ہوا ہے یہ جواب لکھا گیا
یہ تحریر کچھ انکو کافی ہو سکتی ہے جنہنے اور کتب کلامیہ حتی کہ استقصار الافحام بھی
دیکھی ہو۔ اور رسالہ ادب مناظرہ جو چھپ گیا ہے دیکھا ہو۔ کیونکہ اسمیں صاف
لکھا ہے کہ نقلی بات وہ مانی جائیگی جو بخوبی متحقق و ثابت ہو۔ اور عقل بھی اسکو
تجویز کرتی ہو نہ روایاتِ احاد و منقولاتِ بے اعتماد و خلافِ مشہور و مخالفِ جمہور۔
ایسی روایتیں طرفین میں خود متروک العمل ہیں۔ انکا لکھدینا محض مغالطہ ہے۔ نہ ایسی
بعض ضعیف حدیثوں سے کسی پر اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ نہ مرجوح قولوں سے جواب
مقبول ہو سکتا ہے۔ مجتہدین نے بہت سی مشہور باتوں کو خود اسطرح رد کردیا ہے کہ رُبَّ
مشہورٍ لا اصلَ لہُ یعنی بہت باتیں مشہور ہوتی ہیں۔ مگر عند التحقیق انکی کچھ اصل
نہیں نکلتی۔ ذرا تحقیق و تنقیح احادیث ملاحظہ فرمائیے۔ ہر ایک قائل کی تقلید
بے دلیل ضروری و قابل قبول نہیں۔ اسیطرح کسی عالم کے محض قول بلا دلیل سے

الزام مذہب پر نہیں دے سکتے۔ ان باتوں کا لحاظ رہے تو یہ قضیہ بہت کم ہو جائے اگرچہ بالکل فیصلہ ہونا معلوم۔ مگر سید ان مناظرہ اسبابِ انتہا نہیں۔ سیوا اسکے میر صاحب موصوف دہلی میں جناب مولوی سید خان صاحب بہادر سے کہتے تھے کہ پچھلی باتوں نے شیعوں کے بعض مطاعن کا جواب نہیں۔ مگر ہاں آپ نے (یعنی سید صاحب جج بہادر نے) جو اصول جدید مقرر کئے ہیں۔ انسے جواب ممکن ہو سکتا ہے۔ فقیر نے وہ اصول پوچھے۔ میر صاحب نے فرمایا کہ بنارس میں آنکر میرے پاس چند دن ہو تب معلوم ہونگے۔ چونکہ یہ عجیب بات تھی کہ بغیر بنارس وہ اصول مقررہ معلوم نہوں اسلئے ہنسی آئی۔ اور نیز جناب میر صاحب بندہ کی نظر میں اپنے مرشد سید صاحب بہادر کے بھی حاضر غائب یکساں نہ معلوم ہوئے۔ امام جامع مسجد کے سامنے کچھ اور تقریر تھی۔ روبرو جج صاحب کے اور گفتگو اسکے برخلاف تھی۔ لہذا میں حیران ہوا بلکہ اسیوقت عرض کیا گیا کہ اس تخالف اور دورنگی کا کیا باعث ہے۔ کبھی جج صاحب کی باتوں پر افسوس ظاہر کرتے تھے گاہے انکے روبرو سوائے مسئلہ گلا گھونٹی مرغی کے سب میں انکو آپ موافق جج صاحب بہادر کے بتاتے تھے۔ غرض کیا عرض کروں ذبح جانوران کو جو بندہ نے خلاف قانون قدرتی بیان کیا خصوصاً ان جانوروں کو کھانا جو موذی نہیں اور طرح طرح کے انکی فائدے ہیں تو یہ حال تھا کہ جناب میر صاحب نے

اپنے مرشد سے اسکو اعتراض پیش کیا۔ مگر پھر جو مرشد صاحب ممدوح نے فرمایا تو یہ
کہا کہ دانت اور معدہ انسان کا گوشت کھانیکی صلاحیت رکھتا ہے۔ تو میر صاحب
ایسے سہل مانگئے کہ گویا انکا کہنا آیت حدیث ہے۔ حالانکہ اسمیں اختلاف ہے کہ انسان کے
دانت گوشت کھانیکی صلاحیت رکھتے ہیں یا نہیں۔ بندر کے دانت کیا صلاحیت
گوشت خوری کی نہیں رکھتے۔ پھر بھی بندر گوشت نہیں کھاتا۔ حالانکہ بندر کا
معدہ اور سب بدن انسان سے بہت مشابہ ہے تشریح دیکھ لو۔ گھوڑا بکری
کی سری کھاتا ہے کیا دانت اور معدہ اسکا قابل گوشت کھانیکے ہے لیکن
اسپر بھی اسکو گوشت کھلاؤ تو کچھ خرابی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے
میر صاحب کچھ ایسا ذہن سپاٹ رکھتے ہیں کہ تحقیق سے غرض نہیں جو سن لیتے ہیں
وہی ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ لیکن البتہ سلیقہ تحریر بہت عمدہ رکھتے ہیں سو وہ دوسرا
امر ہے۔ یا کسی سبب سے عمداً جناب سید صاحب ممدوح کی تقلید پسند و مرغوب ہے۔
اور اگر اعتقاد دلی ایسا ہوتا تو اختلاف کے کیا معنی۔ حاصل کلام کہ جب میر صاحب
کو ایسا دیکھا پھر اس کتاب کے جواب لکھنے کو بھی دل نہ چاہا۔ کیونکہ میر صاحب پہلے ہی سے
اس اپنی کتاب کے معتقد نہ رہے۔ رہا اور لوگوں سے کچھ چنداں مطلب نہ تھا۔
کیونکہ لوگ انہی خود بے اعتقاد ہیں۔ کچھ اعتماد نہیں کرتے۔ اب یہ آرزو ہے کہ

جناب میر صاحب سے اور بھی دو چار دفعہ نیاز حاصل ہو تو البتہ حال کھلے۔ اگرچہ سید احمد خان صاحب بہادر نے بجواب بندہ یہہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے بڑے بڑے سمندر انگلستان کی راہ میں دیکھے سب کا حال معلوم ہو سکتا ہے مگر سید مہدی علی خاں صاحب کی بات نہیں کھل سکتی۔ مختصر یہہ کہ میں میر صاحب کی ہجو نہیں کرتا۔ بلکہ انکی فراست و استعداد وغیرہ کا مداح ہوں مگر ہاں انکی نسبت حیران ہوں کہ کیا مقصود ہے۔ کیا اعتقاد ہے۔ اگر خود میر صاحب یا جس صاحب کو انکا حال بخوبی معلوم ہو رقم فرماویں تو عین احسان ہوگا۔ مگر بے تعصب صحیح صحیح ہو۔ بعد چند مدت الحمد للہ رسالہ ماہواری تہذیب الاخلاق سے مصنف آیاتِ بینات کا خود سب حال ظاہر ہو گیا کہ سید احمد صاحب کا مذہب رکھتے ہیں اور سب دوزخ بہشت و ملائک و شیطان کو فرضی مانتے ہیں۔ اور قرآن کے اکثر مضامین کو مجازی جانتے ہیں۔ افسوس کہ جناب میر صاحب شیطان و آسمان خیالی کے لئے جو نصوص قرآنی ہیں وہ کچھہ تاویلات جائز رکھیں جو انہوں نے علیحدہ رسالہ اور نیز تہذیب الاخلاق میں چھپوائی ہیں اور ان آیات عامہ کو

باوجود وقوع اُن خطایا رکبیرہ کے جو اُنکی صحابہ سے بابِ خلافت میں
مروی ہیں فرا بھی خاص نکریں۔ خود مُلّا تفتازانی و شیخ ولی اللہ
صاحب وصیت نامہ میں شیوخ وصحابہ کے اُن افعالِ قبیحہ کے قائل ہیں کہ جو
احاد فاتن سے صادر ہوں۔ اب میں اس رسالہ کو اس مختصر فقرہ پر ختم
کرتا ہوں کہ افسوس صاحب آیاتِ بینات نے اپنا مذہب شیعہ اتنا جلد بدل لیا
اور رسالہ دفع المغالطہ تصنیف جناب مولانا الحاج سید عمار علی صاحب سونی پتی
جو بجواب مولوی نجف علی فریدآبادی مدت ہوئی کہ مطبوع ہو چکا ملاحظہ
نہیں فرمایا کہ آیاتِ بینات کے اکثر مضامین کا جواب اسمیں آچکا ہی۔ آخر یہ
ثابت ہو گیا کہ سید صاحب کے مزاج میں قوتِ انفعال بہت ہے۔ اور
متلون الطبع ہیں کہ جلد جلد بدل جاتے ہیں چنانچہ نتیجہ ظاہر ہے بلکہ اب عنقریب
بڑی انقلاب کا خوف ہے الحاد کی کرسیاں انگلستان سے ہند میں بھی آگئی ہیں۔

تمّت

اعلان۔ جناب مولوی سید الفت حسین صاحب مرحوم مغفور نے حقِ تصنیف
بندہ کو ہبہ کر دیا ہی کوئی صاحب بدون اجازتِ راقم قصدِ طبع نفرمائیں کیونکہ موجب قانون
نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کے درج فہرست رجسٹری گورنمنٹ ہو چکی ہی۔ **راقم**۔ سید علی حسین
مالک مطبع یوسفی دہلی